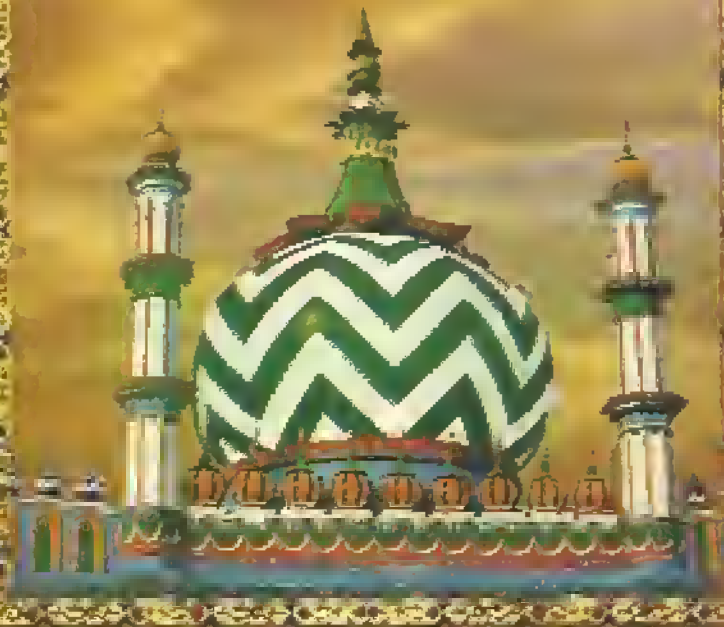


غیر مقلدوں کے چھ نماز  
ناراضے



مکتبہ جمال کرم لاہور

النہی الاکید عن الصلوة وداع عدی التقليد  
بلقب

کاشف مکاتیب المذہبان

# غیر مقلدوں کے پیچھے نماز ناروا ہے

مصنف:-

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی

تدوین جدید

مولانا ظفر اقبال قطیار (فاضل بہار شریف)

ناشر:-

مکتبہ جمال کرم

دکان نمبر ۹ - سسٹا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

الحمد لله الذي هدانا لهذا السنن ورفانا المحسن وجعل فينا كل امام حسن به  
يتاسى وعليه يؤتمن. واغنيا ان نفتدى باهل الفن. والصلوة الحنانه والسلام  
الاحسن على الامام الامين الا من محمد مربي الروح والبدن وآله وصحبه في  
السر والعلن والائمة المجتهدين مصابيح الزمن. كاشفي ما خفي وظهري ما  
بطن الثقات السرات هذه السنن. السقة الفرة من فرائد السنن. وعليها بهم يا  
عظيم المنين واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده  
ورسوله صلى الله عليه وآله وسلم ومن. اما بعد

یہ چند سطور جناب مولوی فضل الرحمن حفظہ اللہ عن اثر کے ایک سوال کے جواب میں تحریر کی  
جاری ہیں جو انہوں نے مجھے فقیر مسزا عبدالمصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حق قادری برکاتی  
بریلوی (غفر اللہ لہ) الحق اللہ واسم اللہ سے پوچھا۔ ان سطور سے انشاء اللہ قارئین پوری  
طرح مستفید ہوں گے۔ مولوی فضل الرحمن صاحب (اللہ تعالیٰ انہیں ہر قسم کے شر سے محفوظ  
رکھے) جامع مسجد فیروز پور پنجاب کے ام ویں۔ ان دنوں میں مؤقیر بنگالہ سے بھیجے گئے  
ایک سوال کے جواب میں "تحلی البقین بان نبینا سید المرسلین" کے نام سے رسالہ

میں شغول تھا۔ اس کے علاوہ پنجاب کے بعض دوسرے سوالات کے جوابات قلم بند  
کرائے تھے کیونکہ یہ اشتغالات پہلے ہوئے تھے اس لئے ان کے جوابات اس مراسلہ  
کے جواب سے پہلے قلم بند کرنا ضروری تھا سوال سے فارغ ہو کر میں رسالہ "النہی الاکید  
من الصلوۃ ورواء بعدی العقلید" تحریر کر رہا ہوں۔ اس میں اس حقیقت کو بہن کیا گیا  
کہ غیر مقلدین کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اس ضمن میں ان کے عقائد و نظریات  
اور فریب بھی ملاحظہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس مختصر سی تحریر کو قبول فرمائے۔ اور اسے اہل  
افتاء الجماعت کے لئے نفع بخش بنائیں۔ یہ بات یاد رہے کہ یہ رسالہ کسی غیر مقلد کے در  
میں نہیں لکھا جا رہا بلکہ ایک اشتہار کا جواب فیروز پور کے علاقہ کا ایک مولوی جو لکھ کے  
امام یوں کا شاگرد ہے اور ان دنوں مسجد تعالیٰ خور میں امامت کے فرائض سر انجام دے  
رہا ہے۔ "رسالہ شاہ طہر" جس میں حضرت ابن عربی مولانا روم اور مولانا عبدالرحمن جامی  
مابہ الرمت کی تکفیر کی گئی ہے اپنے متخلفوں سے اس تکفیر کی تصدیق کر چکا ہے۔ کئی اوج اس  
کی گواہی دے سکتے ہیں رسالہ تصریح اثبات فرید کوٹ کے صفحہ 41 کے متن اور حاشیہ میں  
میں اس کا کسی قدر ذکر موجود ہے۔ مقلدین اور غیر مقلدین کے درمیان فرید کوٹ میں جو  
دن لڑا ہوا تھا یہ شخص ریاست سے رخصت لے کر آیا اور اس نے غیر مقلدین کی ہتھوڑی کی  
مدد سے کہ 11 فروری 1883ء کے اشتہار مطبوعہ ریاست فرید کوٹ سے ظاہر ہے اور اس میں  
غیر مقلدین علماء کے زمرہ میں اس کا نام بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ کئی دوسرے مسائل  
میں اس کی رائے اور کئی واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مذکورہ شخص غیر مقلد ہے۔ حال ہی  
میں ایک عورت مسماۃ فاطمہ بنت امام الدین کو اس کے شوہر نے تحریری طلاق دے دی۔  
بائیس دن کے بعد ابھی عدت کے ایام باقی تھے کہ مذکورہ مولوی صاحب نے اس عورت کا  
نکاح باہو مین ملازم سکوت اہل کرنی سے کر دیا۔ جب اس پر اعتراض ہوا تو اس نے تردید کی  
کی ایک حدیث بخارہ دلیل مسجد یاجرائی کلاں کے امام مولوی جلال الدین کو دکھائی کہ طلع کی

عدت ایک نیش ہے۔ اس سے ناباب میں اتنا قدر اظہار کی کتب عبارت عیش کی گئیں اور اسے بتایا گیا کہ بخاری و غیرہ کتب حدیث کی روایت کی روشنی میں۔ قطع مطلق ہے اور جمہور آئمہ سلف و خلف کا یہی مذہب ہے۔ اور طلاق مطلق اور لعان سب کی عدت تین حیض ہے۔ سو یہ نکاح خفی، ماکہ اور شافعی سب کے نزدیک جائز ہے کیونکہ عدت ابھی پوری نہیں ہوئی۔ از دہ کرم فرمائیے کہ ایسا شخص جو حرام کو حلال کہے اور اسلاف کے طریقے کو چھوڑ دے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جبروا۔

سرکل۔ فقیر محمد فضل الرحمن امام جامع مسجد صدر بازار فیروز پور پنجاب 10 سوال 1305ء جواب ہے۔ اس لئے اس کو ایک فتویٰ کی حیثیت سے ملاحظہ کریں۔ اگر کوئی شخص ردِ رہایت کے موضوع کا شائق ہو تو اُنہیں علمائے کرام کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ فقیر کے کئی رسائل ہیں۔ جن کا ”مجموعہ الباریۃ الشریعۃ“ کے نام سے جمع کئے گئے ہیں۔ اس ضمن میں اس کو بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل والفضل الصلوٰۃ علی الحبیب الجمیل وآلہ وصحبہ بائوف التحییل آمین یا عزیز یا جلیل۔

استفتاء بخیرت باہرکت حضرت مولانا و الفضل والکمال لد اولیانا محمدم وکرم حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب سلمہ الرحمن۔ سلام مسالوں پر نیاز قرون کے بعد عرض ہے کہ اللہ اس استفتاء کا جواب مرحمت فرمادیں۔ قابلِ مدح عزت و تکریم جناب مولانا احمد رضا خان صاحب سلمہ الرحمن۔ کہ عند اللہ ناجور عند الناس مشکور ہوں۔ مولوی غلام

جناب کی خدمت میں گزارش ہے کہ ایک استفتاء کا جواب مرحمت فرمائیں عند اللہ ناجور اور عند الناس مشکور ہوں۔ ”مجموعہ الباریۃ الشریعۃ“ سے تعلق رکھنے والے ایک مولوی جو کلمہ کے ”واویوں کے شاگرد ہیں اور مسجد تصاباں خوروں میں امامت کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اس نے رسالہ ”شاہ طہور“ جس میں حضرت ابن عربی مولانا دروم اور مولانا عبدالرحمن

ہای علیہ الرحمۃ کو کافر ٹھکانا ہے اپنے رشتہ داروں سے تصدیق کی ہے۔ اس کی تصدیق کی کوئی بہت سے لوگ اے کہتے ہیں۔ رسالہ تصدیق احیاء فرید کوٹ کے صفحہ 41 کے متن اور حاشیہ میں بھی اس کا کسی قدر ذکر موجود ہے۔ جب فرید کوٹ میں مقلدین اور غیر مقلدین کے درمیان مناظرہ ہوا تھا تو یہ مولوی غیر مقلدوں کا حامی تھا اور ریاست سے رخصت لے کر یہاں آیا ہوا تھا۔

### جواب

مجھے زید و عمر کی ذات سے کوئی غرض نہیں۔ اولیاء کرام قدس سرہم کی عظمت شان کوئی دھکی چھپی حقیقت نہیں ان کی شان میں گستاخی کی جو مزا قیامت کو ملے گی اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جن دریدہ دین لوگوں کا مسک ہی آئمہ کبار اور علمائے عظام کو نعوذ باللہ مشرک کہنا جو ان سے یہ بعید ہے کہ وہ اولیاء کرام کی شان میں گستاخی کے مرتکب نہ ہوں۔ انہیں کہنا چاہئیں کہ اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے کیا مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ اس موضوع کو یہاں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں بدل کا تقاضا یہ ہے کہ علم باطن کا انکار نہ کیا جائے۔

### احادیث

یہ بگڑنا پیڑہ کنار ہے۔ یہ لوگ اس بحر معرفت کے لائق نہیں۔ میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں کہ کیا غیر مقلدین کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اس پر علمائے سیر حاصل گفتگو کر چکے ہیں پہلے میں ایک مقدمہ تحریر کروں گا اور اس کے بعد اصل مسئلہ کی طرف آؤں گا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید کرتا ہوں کہ جواب قارئین کے لئے کافی و شافعی ہوگا اور انہیں پوری طرح فائدہ دے گا۔

وباللہ التوفیق ربہ الوصول الی دری التحقیق اللہ طعم المعین والحمد للہ

رب العالمین۔





ترجمہ: سے استدلال کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

125

122

یعنی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ داخلِ کُلّ کر چالیس (دن یا مہینے یا سال) تک زمین پر ٹھہرے گا۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا۔ آپ اسے ملاک کریں گے سب سے سب سال تک عیسیٰ علیہ السلام لوگوں میں قیام فرمائیں گے۔ باہمی محبت کا یہ عالم ہوگا کہ دو دلوں میں کوئی عداوت نہیں رہے گی۔ اس کے بعد شام کی

طرف سے اللہ تعالیٰ ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا جو روئے زمین پر موجود تمام ان لوگوں کی روح قبض کر لے گی جن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی پہاڑ کی کھوپڑی میں چلا جائے گا تو وہ ہوا وہاں پہنچ کر بھی اس کی جان نکال لے گی۔ اہل ایمان کی وفات کے بعد بدترین لوگ ہوتی رہ جائیں گے جو فتنہ و فساد میں پرمردوں کی طرح پٹکے اور ظلم و ستم میں درمردوں کی طرح سخت اور متذخر ہو گئے۔ ان میں بھلائی نام کی کوئی چیز نہیں ہوگی۔ کسی برائی سے واسن نہیں بچائیں گے۔ شیطان ان کے پاس آدمی کی شکل میں آئے گا اور کہے گا کہ تمہیں شرم نہیں آتی۔ یہ کہیں گے تو ہی تاہم کیا کریں۔ وہ انہیں بہت پرستی کا حکم دے گا اور اس کے بعد صورت پھوٹکا جائے گا۔“

اہل عیار اس حدیث سے صاف دانت بچا گیا کیونکہ اس سے اس کے مکر و فریب کا پردہ چاک ہو جاتا اور لوگوں پر یہ حقیقت عیاں ہو جاتی کہ جس زمانے کی خبر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی وہ دجال کے خروج اور عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد کا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد خود بھی دار بقا کی طرف رحلت فرما جائیں گے۔ ان کی وفات کے بعد دوائے زمین پر کوئی مسلمان ٹپکا رہے گا جیسا کہ مسند احمد۔ صحیح مسلم۔ ترمذی کی حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا تقوم الساعة حتى لا يقاتل في الارض الله الله۔ قیامت نہیں آئے گی حتیٰ کہ زمین میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ یہ حدیث بھی بحوالہ مسند مشکوٰۃ کے اسی باب کے شروع میں موجود ہے۔ اگر یہ دھوکہ باز جھوٹا جلالاک اور مسلمانوں کو مشرک کہنے کا ولد ادو ال تمام احادیث کو یکے بعد دیگرے نقل کرتا تو مسلمانوں کو مشرک اور کافر نہ گردانتا اور یہ نہ کہتا کہ اس زمانہ کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ زمین پر سب مشرک ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کو ایسے عیار لوگوں سے ہو بخیار رہنا چاہیے جو احادیث میں معنوی و ظریف کرتے ہیں۔ جھوٹ

ہائے ہیں اپنے مقتدی سے بھی دو ہاتھ آگے حدیث کو سن پسند معافی پہناتے ہیں اور سچتے ہیں کہ یہی معافی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطلب و مدعا ہے حالانکہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متواتر حدیث ہے من کذب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یعنی جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے اور اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ ایسے لوگ بد مذہب ہیں اور حدیث کے بارے میں ان کی بے احتیاطی کوئی دھکی چھپی بات نہیں۔ -حکم

قیاس کن ز گنجستان شہاں بہار شہاں

[illegible]

آخری زمانہ میں کم عمر اور نابالغ لوگ بڑھم خویش قرآن وحدیث سے استہلال کریں گے اور اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے ایران ان کے گلوں کے نیچے نہ اترے گا۔ (بخاری ومسلم) اس کے علاوہ کئی دوسرے محدثین نے بھی اس حدیث کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے مذکورہ بالا الفاظ بخاری کے ہیں دیکھئے بخاری میں فضائل القرآن۔

بلاشبہ یہ لوگ خاریجیوں کا بقیہ اور یادگار ہیں۔ ان کے تمام انداز و اطوار خاریجیوں سے ملتے ہیں۔ خاریجی اپنے آپ کو بظاہر اہل قدر و متشرع ظاہر کرتے کہ عام مسلمان سمجھتے کہ بڑے ہی شریعت پرستی کی پابندی کرنے والے لوگ ہیں ہر بات پر قرآن کریم پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ بھی عمل بالقرآن کے دعویدار ہیں۔ خاریجیوں کی طرح ان کے نزدیک

سب مسلمان کافر و مشرک ہیں۔ ان کے پاس بھی وہی دام ہے۔ رنگہ زمین ہے جو خارجیوں کے پاس تھا۔ ظاہر میں بڑے متقی و پرہیزگار دیکھیں تو اللہ والوں کا گمان ہو۔ اہل سنت و الجماعت سن لیں کہ یہ دھوکے باز ہیں۔ ان کی ظاہر و باطن قطع سے دھوکہ نہ کھائیں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے۔ تحقروں صلاحکم مع صلاحکم و صیامکم مع صیامکم و عملکم مع عملکم۔ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنے روزے ان کے روزوں کے مقابلے میں اور اپنے عمل ان کے اعمال کے مقابلے میں حقیر خیال کرو گے۔ وہ قرآن پر چسبے لگیں قرآن ان کے گلے سے چپے نہیں اترے گا۔ اور دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر نکادے سے نکل جاتا ہے۔

(رواہ البخاری و مسلم عن ابی سعید الخدری)

شان خداوندی دیکھیے کہ ان کے عقائد و اعمال ہی خارجیوں جیسے نہیں ظاہری طور طریقے بھی انہیں جیسے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔ قیل ما سیہا ہم قال سیہا ہم التعلیق۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی علامت کیا ہوگی فرمایا۔ سر منڈانا یعنی اکثر کے سر منڈے ہو گئے۔ (رواہ البخاری)

بعض احادیث میں بھی آیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں مضموی الاثر فرمایا یعنی ٹانگیں زیادہ تنگی رکھیں گے۔ بے حد بے حساب ہوں اللہ کے محبوب عالم ماکان و مابکون کی ذات اقدس پر۔ لخصر یہ لوگ خارجیوں کا بقیہ ہیں بلکہ نعو ہے ہاکی میں ان سے دو ہاتھ آگے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو کافر و مشرک ثابت کرنے کے لئے مذکورہ حدیث سے استدلال نہ کیا۔

عمر شاگردے کہی گوید سبق استاد۔

سو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی کیا خوب نزاری۔ اور آنے والوں کیسے انہیں نشان عبرت بنا دیا حدیث سے تو اس لئے استدلال کیا کہ مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار پائیں مگر کافر

مشرک ہونے کا خود بھی اثر رکھتا تھا۔ کیونکہ جب موجودہ دور وہی ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں ہوگا سب کافر و مشرک ہو گئے تو لا محالہ وہاں غیر مقلد بھی کافر و مشرک ٹھہرے سچ کہتے ہیں۔ چاہ کن راجہ و رئیس من حضرت پیر الاحیہ فقد وقع فیہ اب دو اپنے مسلمان ہونے کا چاہیں جس قدر ڈھنگ و راجشیں لیکن خود کردہ راجہ نیست جب خود ہی اپنے آپ کو حدیث کی رو سے کافر و مشرک بنادیا تو مواخذہ تو ہوگا۔ قضی الوجہ علی انفسہ اقوار مرد آزاد مرد المرد مواخذہ باقوارہ۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا کیونکہ ان کے ہاوی و مرشد حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ یہ امت مرحومہ مشرک اور غیر اللہ کی پرستش نہیں کرے گی۔ امام احمد ابن حنبلہ اور بیہقی حضرت شہداء بن ابی اسد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کے متعلق فرمایا۔ اما انہم لا یعبدون شیعما ولا لہم ولا حجباً ولا وثناً ولكن ہوں اعمالہم خبردار میرے امتی سورج کی عبادت کریں گے نہ چاند کی اور نہ کسی پتھر اور ریت کی ہاں ریا کاری کریں گے۔ وہی لئے جب نئی امت قریب ہوگی اور روئے زمین پر صرف مشرک و ہت پرستی کا زمانہ آئے گا تو ایک ہوا بھیج کر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اٹھائے گا۔ والحمد للہ رب العلمین۔

اہل عرب کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاص خوشخبری ہے۔ کہ وہ شیطان پرستوں میں جتنا نہ ہو سکے۔ احمد مسلم اور ترمذی حضرت جابر بن عبد اللہ سے راوی ہیں کہ سہد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الشیطن قد یفس ان یعبده انمصلون فی جزیرۃ العرب ولكن فی التحریث بینہم۔ شک شیطان اس سے ناسید ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب کے نمازی اس کی پرستش (اطاعت) کریں ہاں ان میں باہمی فساد پیدا کرنے کی لالچ رکھتا ہے۔ حضرت ابو یعلیٰ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ



علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان الشیطان قد یبئس ان تعبد الا صدام فی ارض العرب  
ولکنہ لم یسیر منی منکم بدون ذلک بالمحفوظات الحدیث۔ یعنی شیطان یہ امید نہیں  
رکھتا کہ آپ سر زمین عرب میں بتوں کی پوجا ہوگی ہاں وہ اس سے کم درجے کے گناہ تم سے  
سرزد کروانے کو ٹھیکست سمجھے گا۔ جو حقیر اور آسان سمجھے جاتے ہیں (احمد طبرانی مسند حسن)  
یعنی حضرت محاذ بن جبلؓ سے تذکیر اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے تقریر راوی ہیں کہ  
حضور سید المرسلینؐ نے خطبہ حجۃ الوداع کے دوران یہ بھی فرمایا۔ ان الشیطان قد یبئس ان  
یعبد لى جزیرتکم هذه ولكن یطاع فیها تحتفرون من اعمالکم فقد رضی  
بذلک یعنی شیطان کو یہ امید نہیں رہی کہ آپ تمہارے اس جزیرہ میں اس کی عبادت ہوگی  
ہاں ان اعمال میں اس کی اطاعت کرو گے جنہیں تم حقیر جانو گے وہ اس قدر کو غیبت سمجھتا  
ہے۔ امام احمد حضرت عبادہ بن صامتؓ اور دواء بن ابی ہاشمؓ سے راوی ہیں کہ حضور سید المرسلینؐ  
نے فرمایا۔ ان الشیطان قد یبئس ان یعبد لى جزیرۃ العرب بل یشک شیطان اس سے  
وچس ہے کہ جزیرہ عرب میں اس کی پرستش ہو یہ چھ صحابہ کرامؓ کی روایت کردہ حدیثیں ہیں  
ان احادیث مبارکہ کو سن کر ایک مسلمان تو ہلا تردد کئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ کے ارشاد  
کے مطابق کفر و شرک جب سے جزیرہ عرب سے نکلے ہیں انہیں دوبارہ اس طرف منہ کرنا  
نصیب نہیں ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین

پھر جہنم مقدس یعنی حریم شریفین اور ان کے مضافات کیلئے تو بہت بڑی خوشخبری دی گئی  
ہے۔ جامع ترمذی میں عمرو بن عوفؓ سے مروی ہے کہ حضور پر نور سرور عالمؐ نے فرمایا ان  
الدین لباز وانی الحجاز کما لنا وز الحجة الی حجرها ولیحقلن الدین من الحجاز  
بمعقل الایہ من الجبل۔ یعنی سر زمین حجاز کی طرف ایسا سٹے گا۔ جیسے سانپ اپنی بانی  
میں سٹتا ہے اور دین حریم جہنم کو اسے اپنا مسکن و مامن بنائے گا جیسے پہاڑی کبرا پہاڑ کی  
چوٹی کو بناتا ہے۔ اور مدینہ طیبہ کے تو کیا ہی کہنے وہ تو خاص امن و سلامتی کی جگہ اور دین

اسلام کا اول و آخر تجاہد و مناص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ کا ارشاد گرامی ہے۔ ان الایمان  
لیار زالی المعبدۃ کما لنا ز الحجة الی حجرها یا ایشہ ایمان مدینے کی طرف یوں سٹنے  
کا جیسے سانپ اپنی بانی کی طرف سٹتا ہے۔ (رواہ الامت۔ احمد بخاری سلم ابن جبرین ابی  
ہریرۃ و فی المہاب عن سعد بن ابی وقاصؓ)

زرا انصاف سے کہیے گے مذکورہ احادیث اور ان کی طرح دوسرے بی شمار ارشادات  
ان لوگوں کے فطریات کے باطل ہونے کیلئے کافی نہیں کیا ان سے انکا مذہب اور گمراہ ہونا  
بہت نہیں ہوتا اگر انکا مذہب صحیح ہے تو پھر ایمان یا اللہ ان مدینہ اہل مکہؓ حجاز و عرب یکہ تمام  
باد اسلامیہ کے لوگ کافر و شرک اور بے دین ہیں اور صرف یہی چند افراد مسکن ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ امت مصطفویٰ کا بڑا حصہ گمراہی پر جمع نہیں ہوگا ان  
احادیث سے وہابیوں کا بد مذہب اور گمراہ ہونا اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔ لیکن ان احادیث  
کو یہاں ذکر کرنا ضروری خیال نہیں کرتا کیونکہ آپؐ تو یہ کمال شہرت رکھتے ہیں اور دوسرے  
بہت زیادہ ہیں۔ ان کا نقل کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ انشاء اللہ الگ کتاب کی صورت میں  
ان پر نامہ فرمائی ہوگی۔ تمام اہل اسلام اور وہابی خود بھی اس حقیقت سے واقف ہیں کہ ہمارے  
اسلامیہ کے کمرواں، اربوں مسلمان وہابی مذہب سے بے زار ہیں اور اس سے لاتعلقی کا  
اظہار کرتے ہیں۔ اس مذہب کے ماننے والے یہی چند منہی بھر و میل و تلیل ہند کی اور تہذیب  
ہیں حیرت کی بات تو یہ ہے کہ بعض منہ پست تو اپنی قلت اور سواد اعظم سے مخالفت پر نازاں  
ہیں اور جماعت اور سواد اعظم سے اختلاف احادیث کے مقابلے میں یہ آیت کریمہ ولو  
اعجبک کثرة الجنۃ پڑھتے ہیں یہ لوگ جو مذاہب باطلہ کا ٹکڑا کر و فریب کا یہ انداز  
ان کا اپنا نہیں بکھروا نفس سے مستعار ہے۔ وہ بھی اپنی قلت کو حقانیت کی دلیل کہتے ہیں۔  
اور قرآن کریم کی آیات میں تحریف کر کے اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرتے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی کتاب "تذکرۃ ائمہ عشریہ" میں فرماتے ہیں "شیعہ کہتے ہیں کہ مذہب اثنا عشریہ حق ہے کیونکہ اس مذہب کے ماننے والے اعداد میں تھوڑے اور مغلوب ہیں۔ اور ان کے مقابلے میں اہل سنت زیادہ اور غالب ہیں۔ قرآن کریم میں رب قدوس اہل حق کی تحریف میں فرماتا ہے۔ "وَقَالُوا "مُطْلَعٌ" کہ اہل ایمان تھوڑے ہیں۔"

حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ یہ کام اللہ میں تحریف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اصحاب یحییٰ کے بارے میں فرماتا ہے۔ ثلثہ من الاولین وثلثہ من الآخرین۔ اگر قلت تعداد اور مغلوبیت کو حقیقت کی علامت قرار دے دیں تو ناصیوں اور خارجیوں کو بدوجہ اولیٰ اہل حق ماننا پڑے گا کیونکہ وہ تعداد میں شیعوں سے زیادہ مغلوب اور ان کی نسبت تعداد میں تھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں جگہ جگہ اہل حق کے غلبہ کی بشارت دیتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احادیث میں جگہ جگہ سوار اعظم کے اہل حق کی جتیمیں فرماتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب دوافض کے حالات اور ان کی بدعقیدگی کے ثمرات قلم بند کرتے ہوئے فرماتے ہیں "شیعوں نے کافروں سے کوئی شک نہیں چھینا اور کسی علاقہ کو فتح کر کے دارالاسلام میں تبدیل نہیں کیا۔ اگر کوئی علاقہ ان کے ہاتھ لگا بھی ہے تو وہاں فتنہ و فساد عام ہوا اور انہوں نے کفار کے ساتھ بدبھمت اختیار کی۔ ہندوستان ہی کو دیکھیے اور اہل عرب، شام اور روم کے علاقوں کی صورت حال کا ملاحظہ کیجیے۔

یہ سب باتیں دہائیوں پر صادق آتی ہیں۔ ان کو پیدا ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ بہر حال جب سے سراٹھایا ہے سارا غصہ مسلمانوں پر اجرا ہے۔ ہمیشہ سے مسلمانوں کو مشرکہ، ٹھہراتے آئے ہیں۔ مسلمانوں سے جنگ و جدل کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ تک بعض علاقوں پر غلبہ بھی رہا ایک لشکر بھی ہاتھ لگا لیکن کیا کفار سے جنگ کی کوئی ملک فتح کیا۔ ہرگز نہیں۔ مسلمانوں کے خلاف لڑے۔ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر و دارالحرب قرار دیا۔

اللہ الامام محمد رسول اللہ پر جسے والوں کا خون بہایا۔ جب آدمی کو قوت ملتی ہے تو وہ اپنے دل کے ارمان پورے کرتا ہے۔ دہائیوں کے دل میں جن سے دشمنی تھی ائین پر نوٹ پڑے۔ خدا و مصطفیٰ کے شہر لوٹے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کل خدا و مصطفیٰ کو کیا نہ دکھائیں گے۔ بہر حال ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔ میدان جنگ میں لگتے ہوئے تو کئی گرفتار ہوئے جو جگہ لگے وہ بخیر و باکبر ہندوستان پہنچے۔ ان کے ہر قدم جہاں پہنچے فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ ہندوستان کے مسلمانوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ وہ ایک دوسرے کے ہارے بدگمان ہو گئے۔ اس حقیقت سے ہر ایک واقف ہے۔ خصوصاً ان شہروں میں تو فتنہ و فساد کے جھکڑ چنے لگے جہاں وہابی عمائد کی کثرت تھی۔ مگر گنہگار ایک دوسرے کی تکفیر میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ باپ سنی ہے مگر اولاد وہابی۔ شوہر سنی ہے مگر بیوی نجدی کی بیوا۔ کار۔ آرام رخصت ہوا اور سکون برپا۔ ابتداء میں تو رہائی کافی (شاہ اسماعیل دہلوی) نے بھی وہی رنگ اختیار کیا۔ اسلامی ممالک کو دارالکفر قرار دیا اور 1233ء میں جب حجاز مقدس میں ان کا قلع قمع ہوا تو اسی سال یہاں کے شہروں پر بھی وہی فتویٰ صادر کر دیا۔ اسماعیل دہلوی نے جہاد کی ترغیب دینے ہوئے تحریر کیا کہ ہندوستان دارالحرب ہے۔ لیکن زمانے نے مہلت نہ دی۔ دل کی مسرت دل میں رہی کسی نے ساتھ نہ دیا۔ پس زبان و قلم سے دل کے جلے دیکھنے سے پھوڑتا رہا۔ مسلمانوں کی تحفیر میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ کئی دہائیوں نے تو واضح لفظوں میں کہہ دیا کہ اہل سنت کافر ہیں اور انکے خلاف قتال واجب۔ ان کا مال حلال اور ان کا تل لہلہ کی رضا کا باعث۔ بلکہ اس سے کہیں آگے نہ گئے۔ اگر ہندوستان میں ان کو غلبہ مل جائے تو وہ غور پزی کریں کہ الامان والحفظ قد بدت ابغواء من افواہہم وما نخفی صدورہم اکبر۔ اللہ کی پناہ۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے اہل اسلام کو محفوظ رکھے۔ یہ لوگ کبھی تو خارجیوں کا روپ دھار لیتے ہیں اور کبھی شیعوں کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔

حضرت شہید اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کئی فقرے موتیوں میں توڑنے کے قابل ہیں۔ آپ لکھتے ہیں "حکومت ہندوستان باہر دید و حالت ملک عرب و شام و روم را پادے باید بنجید" واقعی ان کو آزادی ملی تو مذہب حق کو کیسے ایسے قتلوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ الحمد للہ کہ اب حجاز مقدس میں ان کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ نجد میں جو تھوڑے بہت باقی ہیں ان میں سرانجام کی طاقت نہیں۔ دین مشن کو پوری قوت و شوکت حاصل ہے۔ ماشاء اللہ اقوامہ اللہ ذرا ان سے پوچھئے کہ کیا آپ لوگ بھی شاء صاحب کے اس سوازلہ کو مانتے ہیں یا عرب روم اور شام کو ہندوستان سے ہتر خیال کرتے ہیں۔ ہندوستان میں انہیں آزادی ہے۔ اپنے مذہب کی کھلے بندوں تبلیغ کر سکتے ہیں جبکہ ادا اسلامیہ میں ادا زبان کھولتے ہیں تو آیت آ جاتی ہے الحمد للہ اسی البیہ کہ انہیں وہاں داخل نظریت کو میان کرنے کی اجازت نہیں۔ المرغی عمائے اہل سنت نے کئی بار اس فرقہ کی تردید کی اور ان کے نظریات کے باطل ہونے کو ثابت فرما دیا۔ میں نے بھی اس موضوع پر کئی قلمائے تحریر کئے اور ہر بار اس فرقہ کی نئی نئی سازشوں کو بیان کیا اور مختلف پہلوؤں سے گفتگو کی۔ یہاں سائل کے انتظار کے جواب میں مختصر مضمون ہے۔ ملاحظہ فرمائیے بالقریب المصحوب وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والہ العیوب۔

### جواب

بلاشبہ غیر مقلد (وہابی) کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ اور ممنوع ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ کسی سنی کا جو سنت سے محبت رکھتا ہو اور بدعت کو ناپسند کرتا ہو کسی وہابی کو اپنی مرضی سے امام بنانا ہرگز مناسب نہیں جہاں امام وہابی ہو اور سنی کو اسے ہٹانے کی اختیار نہ ہو تو دوسری مسجد میں چکر نماز ادا کرے جس میں صحیح الاعتقاد سنی امامت کے فرائض سرانجام دیتا ہو۔ اسی طرح جمعہ کی نماز اگر کسی سنی کے پیچھے پڑھا سکتا ہو تو پڑھے۔ امام محقق ابن الصمام فتح القدیر شرح ہدای میں فرماتے ہیں یرکرو فی الجمعة اذا تعددت اقامتها فی العصر

علی قول محمد المغنی بہ لانه بسبیل الی التحول۔ اور اگر باہر مجبور بنی ان کے پیچھے پڑھ لی یا پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو وہابی ہیں تو نماز دوبارہ پڑھے اگرچہ وقت جاتا رہا ہو اور کافی مدت گزر چکی ہو۔ جیسا کہ المولیٰ الفاضل سید ابن الدین محمد بن عابد بن الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو پانچ دلیلوں سے واضح کیا ہے۔

### (پہلی دلیل)

یہ بات تو بالکل واضح ہے جیسا کہ آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ وہابی بدعتی ہیں بلکہ بدترین بدعتی ہیں۔ حضرت علامہ سیدی احمد مصطفیٰ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ "رد المحتار" کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

"جو شخص جمہور علماء و فقہاء اور سواد اعظم سے نظریاتی طور پر اختلاف کرے اور ایک ایسا نفاذ عقیدہ اختیار کر لے تو جو چہنمی ہونے کا سبب ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے میں اہل سنت کی پیروی اختیار کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت صرف اسی صورت میں حاصل ہوتی ہے کہ انسان انہیں کے ساتھ رہے۔ وہابیوں کی یہ کوشش ہے کہ مسلمانوں کو اہل سنت کا دشمن بنائیں اور ان کے دلوں میں اس جماعت کی نفرت پیدا کریں۔ یاد رہے کہ اہل سنت چار اماموں کی تقلید میں منحصر ہیں۔ امام ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل ہیں اور ان چار اماموں کی تقلید کو جو شخص ترک کرتا ہے وہ بلاشبہ بدعتی ہے۔ جیسا کہ آپ علامہ شامی کے حوالے سے پڑھ چکے ہیں۔ نجدی خارجیوں کے گروہ کا بقیہ ہیں۔ نظریاتی طور پر یہ لوگ ان خارجیوں کی ہی پیروی کرتے ہیں۔ محمد بن عبد الوہاب اور اس کے تبعین حنبلی ہونے کا جھوٹا دعویٰ تو کرتے تھے ہندوستان کے وہابی تو ہر قسم کی تصید کا علی الاعلان انکار کرتے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ اگرچہ اصولوں میں ان کے مقلدین لیکن فروعات میں اس قدر بے لگام اور آزاد ہیں کہ حنبلیت کو ترک اور حنبلی خیال کرتے ہیں یہ لوگ واقعی بڑے گمراہ اور باطل نظریات کے حامل ہیں۔ ان سے پہلے بھی ایک فرقہ تیسرا وجود اختیار کا انکار کرتا رہا

ہے جنہیں ظاہر یہ کہتے ہیں اور جن کے معلق شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”خانہ گاہی و متاعی و از اجلاس شہرہ ان اور چہ مرتب از جمل و مسافرت“ یعنی ”اور خانہ گاہی اور دس کی پیروی کرنے والوں کو اہل سنت میں شمار کرنا جہالت اور بیوقوفی ہے۔“ مگر بانی بعدہ دو اہم عقیدہ گو شرک اور معتقدین کو شرک نہیں کہتے تھے۔ جب بتولی حضرت شاہ صاحب کے ان کو کسی چنانہ جہالت اور حماقت ہے تو وہ بتی تو عمرانی اور ضلالت میں ان سے کہیں آگے ہیں پھر یہ کیوں بدعتی اور گمراہ نہیں۔ ہذا ان کا مشہور شاہ نامہ انہر من الشمس ہے۔ اور فقہ کی تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور تحقیق سے یہ دست بھی ثابت ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے۔ یعنی حرام کے نزدیک ہے۔ اس لئے ان کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں اور اگر کسی نے پڑھ لی ہے تو اس کا اعادہ واجب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے ہم نے اس پر بہترین تحقیق پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس موضوع پر ہماری ایک مستقل تحریر ہے۔ ہم نے علامہ کرام کی تصریحات سے اس کا مکمل و مسکت جواب پیش کیا۔ یہاں نہایت اختصار کے ساتھ ان میں سے چند باتیں حدیث قارئین کی پائی ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ نماز شعائر دین میں سے اہم ترین ہے۔ اور اس کی را سے بدعتی کی توہین ضروری ہے۔ اور اہمیت ایک با عزت و قابل احترام منصب ہے لہذا کسی بدعتی کو اہم بنانا شریعت کی مخالفت ہے۔ طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصول روایت کرتے ہیں اور قتیبی شعب الایمان میں ابو انیم بن مسمرہ مکی سے مرسل روایت ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ رَفَعُوا حُجَابَ بِلْدَعَةِ فَقْدِ اخْتَلَىٰ عَلَيَّ هَذِهِ الْاِسْلَامَ۔ جس نے بدعتی کی عزت و تہنیک کی اس نے دین اسلام (س) کو گمراہی میں مدد کی۔

ظاہر ہے اہم تقدیر اور مردار ہوتے ہیں اور تقدیری اس کی پیروی کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **لَا تَجْعَلُوا لِمَا بَيْنَ يَدَيْكُمْ مِنْ عَمَلٍ مَعْرُوفٍ**۔ ”انعام اس لئے مقرر ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے“ اسے امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم وغیرہم نے حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **إِذَا مَدَحَ الْعَاسِقُ غَضِبَ اللَّهُ**۔ ”اذا مدح العاسق غضب الله“ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور عرش الہی کا پتھر اٹھتا ہے۔“ اس حدیث کو امام ابو بکر بن ابی الدینا نے بحیثیت کی خدمت میں خادم رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عدی نے کاشی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

امام عبد العظیم منذری ذی الدین علیہ الرحمۃ کتاب الترغیب والترہیب میں لکھتے ہیں کہ بدعتی کو سزاوار چھپے تغلیس کلمات سے یاد نہ کیا جائے اس کے بعد آپ حضرت برید و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل فرماتے ہیں کہ سیدنا حکم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تقولوا للمنافق يا سيدي فانه ان يكن ميّداً فقد استخفكم ربكم عز وجل  
 منافق کو اے میرے سردار نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہوتا بیشک تم نے اپنے رب عزوجل کو  
 ناراض کیا۔ (رواہ ابو داؤد والنسائی وسانحج) حاکم کے الفاظ یہ ہیں۔ اذا قال الرجل للمنافق  
 يا سيد فقد اغضب رب عز وجل۔ "جب کوئی شخص منافق کو اے سردار کہہ کر بلاتے ہے تو اس سے  
 اللہ رب العزت ناراض ہو جاتا ہے۔ امام ترمذی نے بھی اسے شعب الایمان میں انہیں الفاظ  
 میں بیان کیا ہے۔ سبحان اللہ دیکھیے جب ایک ناسق بدعتی کو سید اور سردار کہا اور اس کی زبان  
 تعریف کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے تو اسے بخوشی امام بنانا حقیقت میں سردار  
 تسلیم کرنا اور اس کی اطاعت و اتباع کرنا کیونکر موجب ناراضگی ہوگا۔ اور جس چیز سے اللہ  
 تعالیٰ ناراض ہو اس کا اپنی درجہ کمزور کرنا اور تحریک ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت ابو نعیم حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے



راوی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اہل البدع شر الخلق والعقیدۃ یعنی بدعتی لوگ تمام جہان سے بدتر ہیں۔

امام بیہقی کی روایت میں ہے حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لا یقبل اللہ لصاحب بدعة صلاة ولا صوما ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صولا ولا عدلا. بخروج من الاسلام کما تخرج الشعرة من العجين۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کی نماز روزہ صدقہ حج عمرہ جہاد فرض اور نفل قبول نہیں فرماتا۔ وہ اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آنے سے ہال۔

امام دارقطنی ابو القاسم محمد بن الواحد خزاعی ابو امامہ بابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اصحاب البدع کلواہل النار۔ اہل بدعت دوزخیوں کے کتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث برہنہ ہوں گی مذمت تک آئیں ہیں اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نماز ایک لمبی مناجات ہے اور تمام اہل صلاہ میں معزز و ممتاز ہے۔ کیا ایمان کی پاکیزگی یہ گوارا کرتی ہے کہ اس جہاد میں شریعت اور حد و حدیث کے خلاف کچھ بھی کر دیا جائے۔ اگر یہ ایک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دورِ اقدس میں ہو جائے تو یہ کچھ نماز پڑھنے سے روکتے اور ان کی اقتداء کو محض خلاف اولیٰ شمار نہ کرتے بلکہ باہر لے آتے کہ وہ ضائع نہیں۔

تبدیل کی بات یہ ہے کہ بدعتی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ناپسندیدہ ہیں اور ایسے لوگوں سے نفرت اور دوری واجب ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ وَامَّا يَتَّبِعُونَكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدَ بَعْدَ الْمَلُوكِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے دوستی اور تعلقات قائم کرنے سے روکا ہے۔

احمد ابو داؤد اور جاکم حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لا تجالسوا اهل الفدر ولا تفانحواہم

”تدریوں کے پاس مت بیٹھو اور ان سے سلام و کلام میں ابتداء نہ کرو“ امین حنین حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان ائمة الاختارنی واختارنی سبحانہ واصحابہ وسیاتی قوم یسئلونہم ویلقونہم فلا تجالسوہم ولا تشاہوہم ولا تأکلوہم ولا تذاکلوہم۔

”جنگ اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب اور اصحابِ رحمت لئے اور عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی جو انہیں برا سمجھیں گے اور ان کی تحقیقِ شران کرے گی۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا۔ انکے ساتھ نہ پینا اور نہ کھانا اور نہ ہی ان کے ساتھ شادی اور رشتہ کرنا“ سو وہابی رہی لوگ ہیں۔ جب ان کے ساتھ بیٹھنے کھانے پینے اور رشتہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا رسول منع فرما رہا ہے تو ان کو امام بنانا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔

اور ان کو امام بنانا مکروہ و مکرہ بھی اس لئے نہیں کہ یہ مکروہ مشروع ہوتا ہے اور ایسے کام کا کرنا مذہب ہوتا ہے۔ جیسا کہ علماء کرام کی تصریحات سے ظاہر ہے۔ اس کو ہم نے اپنے رسالہ ”جمل مجتہدین الکثرہ و حرمہما لیس بمعصیۃ“ میں بیان کر چکے ہیں جگہ امتحانِ حبان کی روایت کردہ اس حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

فلا تأکلوہم ولا تشاہوہم ولا تفصلوا علیہم ولا تفصلوا معہم۔

یعنی انکے ساتھ نہ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ حضرت امیرِ مایہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔



ولا يؤمن فاجبر مؤمنا الا ان يفهمه بسلطانہ يخاف سيفه او سوطه.

”ہرگز کوئی فاسق کسی مسلمان کی امامت نہ کرے مگر یہ کہ وہ اس کو بزار سلطنت مجبور کر دے اور اسے بادشاہ کی تلوار اور اس کے گوزے کا ڈر ہو۔“

لیکن ابن شاذان نے کتاب الافراد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تقربوا الى الله ببغض اهل المعاصي والقوهم بوجوه مكفورة والتمسوا رضاء الله بسخطهم وتقربوا الى الله بالتباعد عنهم۔

”فاسقوں سے بغض و عناد رکھو، ان سے ترش رو ہو کر ملو اور یوں اس کا قرب حاصل کرو۔ انہیں ہاراض کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو۔ ان سے دور رہ کر اللہ تعالیٰ کی قربت سے بہرہ مند ہو جاؤ۔“

جب فتنہ و فجور کی وجہ سے ایک آدمی سے یوں قطع تعلقی ضروری ہے تو بدعتیوں کے بارے کیا پوچھنا۔ وہ تو فاسقوں سے ہزار درجہ بدتر ہیں فاسقوں کی نافرمانی فروعات میں ہے جبکہ ہابی لوگ اصولوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب کرتے ہیں اور کئی مشروع چیز اس کو برا خیال کرتے ہیں۔ یہ فاسقوں کی نسبت زیادہ معصیت شعار ہیں اور اس پر طرہ یہ ہے کہ اسے بہت بدعت اور حق جانتے ہیں۔ فاسق لوگ تو کبھی کبھار اپنے کئے پر نادم بھی ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی بھی مانگتے ہیں لیکن وہابی بڑے منکبر ہیں اور گناہوں پر مصر ہیں۔ فاسق جب اپنے گریبان میں جھانکتے ہیں تو اپنے آپ کو حقیت اور بدکار کہتے ہیں اور علماء کو مغرب اور دار خداوندی میں مقبول سمجھتے ہیں۔ مگر وہابی تو یہ لوگ جس قدر غلو کرتے ہیں۔ آگے بڑھ جاتے ہیں گناہ و معصیت میں جس قدر آگے بڑھتے جاتے ہیں اپنے آپ کو بہتر اور علماء اور اولیاء کو حقیر یقین کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں ان لوگوں کو بدترین مخلوق کہا گیا ہے جیسا کہ ہم روایت بیان کر چکے ہیں۔ نیتہ شرح منیہ

”میں ہے المبتدع فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد من الناق من حيث العمل لان الفاسق من حيث العمل يعترف بانه فاسق ويخاف ويستغفر بخلاف المبتدع۔“

”بدعتی اعتقاد کے اعتبار سے فاسق ہے۔ اور فتنہ کی یہ کیفیت عمل کے فتنے کی نسبت زیادہ بری ہے کیونکہ عمل کے اعتبار سے جو شخص فاسق ہے وہ اعتراف کرتا ہے کہ فاسق ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے گناہوں کی معافی مانگتا ہے۔ لیکن بدعتی نہ اپنے آپ کو گناہ گار خیال کرتا ہے اور نہ ہی اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے۔“

بہر حال بدعت بذات خود ایک ایسی چیز ہے جو امامت کے قطعی منافی ہے اور اس کے ہونے ہوئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ بھلا کون برداشت کرے گا کہ مناجات الہی میں کسی چٹنی کئے کو اپنا مقتدی بنائے۔ علامہ یوسف حلوی ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح صدر الشریعہ الشافعی میں فرماتے ہیں۔

بدعة المبتدع نفضي الى عدم الاقتداء به سيما في اهم الامور۔

”مبتدع کی بدعت کا تقاضا ہے کہ اس کی اقتداء نہ کی جائے خصوصاً اہم امور میں ردالخمار میں ہے۔“

المبتدع تنكره امامة بكل حال۔

”بدعتی کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے۔“

علامہ ابراہیم حلوی نے تصریح فرمائی ہے کہ فاسق اور مبتدع دونوں کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک کے نزدیک اور ایک قول امام احمد کا ہے کافر کی طرح ان کی اقتداء اصلاً اولیٰ ہی نہیں۔ علامہ لہلہاوی حاشیہ مختار میں فاسق و بد مذہب کے چھپے نماز کے بارے میں لکھتے ہیں۔

الکراهة فيه تحريمية على ما سبق

”فاق و بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے“

بحر العلوم عبدالحی کسنوی نے ارکان اور بدعتیں تفصیلی شیعوں کے بارے میں فرمایا۔

الشیعہ الذین یفضلون علیہا علی الشیعین ولا یطعنون فیہما اصلاً  
کالدبیدۃ فیجوز خلفہم الصلوۃ و لیکن تکروہ کراہۃ شدیدۃ۔

”شیعہ جو حضرت سیدہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابوسمر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دیتے ہیں لیکن ان کی شان میں گستاخی نہیں کرتے جیسا کہ زید یہ فرقے کے شیعوں کرتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے لیکن سخت نا پسندیدہ (مکروہ تحریمی) ہے۔“ جب تفصیلی شیعوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جو صحابہ کرام کی شان میں گستاخی نہیں کرتے صرف حضرت علیؓ کو شیخین سے افضل مانتے ہیں تو یہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے جو سخت بدعتی ہیں اہل سنت سے نفرت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں پر طعن و تشنیع کرنا ان کے روز کا معمول ہے۔ یقیناً ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو قسم کے آدمیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ بدعتی ہیں۔

حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام ابوحنیفہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ قال فی رجلین ینازعان فی خلق القرآن لا یصلوا۔ قال ابو یوسف فقلت اما الاول فنعیم فانه لا یقول بقدیم القرآن واما الآخر فما بالہ لا یصلی خلفہ۔ قال انہما ینازعان فی الذین والمنازعۃ فی الذین بدعتہ۔

آپ نے فرمایا کہ وہ شخص جو خلق قرآن کے بارے میں جھگڑا کریں ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ امام یوسف فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ جو قرآن کو قدیم نہیں مانتا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن جو قرآن کریم کے قدیم ہونے کا قائل ہے اس صحیح

العتیدہ کے پیچھے نماز کیسے صحیح نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں باہم جھگڑتے ہیں۔ اور دین میں جھگڑا کرنا بدعت ہے۔ لہذا دونوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو“ امام علی قاری فرماتے ہیں کہ شاید اس کی مذمت کی وجہ یہ ہے کہ اس نے بدعتی کو پھیلنا اور مستحکم ہونا چاہا۔

میری رائے یہ ہے کہ شاید امام کو صحیح الاعتیدہ کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ حق کا پرچار نہیں چاہتا محض اپنی علمی برتری کو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور بحث کرنا ہے تو ایسا شخص بھی نفس پرست ہے اس لئے حضرت امام نے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت امام محمد جو مذہب حنفی کے حاون ہیں امام ابوحنیفہ اور امام یوسف رحمہما اللہ توفیق سے روایت کرتے ہیں کہ بد مذہب کے پیچھے نماز پڑھنا بالکل جائز ہی نہیں۔ محقق علامہ کمال الدین بن ابراہیم فتح شن میں فرماتے ہیں ردی محمد بن ابی حنیفہ والی یوسف بن الصلوۃ حلف اہل الاہواء لا یجوز۔“ حضرت امام محمد امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف سے راوی ہیں کہ جنس پرستوں کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔“

اسی کتاب میں امام ابو یوسف کے حوالے سے

”لا یجوز الا للعداء بالمتکلم وان تکلم بحدی“ کی شرح میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ یجوز ان کو ان مراد ابی یوسف من یناظر فی رد الحق علم الکلام۔“ کہ شاید امام ابو یوسف کی اس سے مراد یہ ہے کہ جو علم کا اس کے دقیق مسائل میں گفتگو کرتا ہے“ میں کہتا ہوں کہ علم کلام کے نزدیک ترین مسائل میں مناظرہ کرنا بدعت اور حق سے بڑا گناہ نہیں بہر حال ان تمام تصریحات سے میرا مقصد یہ ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور یہ وہ چیز ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔

غیاث المغنی، مفتاح السعادة اور شرح اکبر میں حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ سے یہ تصریح بھی ملتی ہے کہ یجوز خلف المتدبر بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

جواز کا لفظ کنی معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ کبھی یہ صحت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے

جیسے اذان جو کہ وقت خرید و فروخت جائز ہے اور مکروہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سودا ہو جائے گا لیکن ایسا کرنے سے شریعت نے روک رکھا ہے۔ کبھی جواز کا لفظ حلال ہونے کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ مثلاً غضب شدہ زمین میں نماز جائز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے نماز ہو تو جائے گی لیکن حلال نہیں ہے۔ افعال میں اکثر یہ لفظ (جواز) علت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور عقود (معاملات) میں دوسرے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ "روایات" میں صراحت ہے۔ تو جواز کی روایات پہلے قول کے منافی نہیں ہوں گی۔ کیونکہ مکروہ تحریمی ناجائز کے زمرے میں آتا ہے۔

اصول یہ ہے کہ اختلافات کو یکا گت اور انشائی میں تبدیل کرنا بہتر ہے۔ اس لئے تصریح کی گئی ہے کہ جب تک ممکن ہو روایات کے درمیان موافقت پیدا کی جانی چاہیے جیسا کہ شامیہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(دوسری دلیل)

غیر مقلدین (دہائی) فاسق ہیں اور فاسق بھی ایسے جن کا فتنہ انہوں کسی سے مخفی نہیں اور وہ علی الہدایان گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور فاسق معطل کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔

دلیل اول میں اس مسئلے پر کچھ گفتگو ہوئی۔ صغیری طحاوی کی تفصیل بھی ذکر ہوئی۔ اسی طرح امام ذہبی نے تعلیق الحقائق شرح کنز الدقائق اور علامہ حس شرطائی نے شرح نور الایضاح علامہ ابو اسعد نے حاشیہ ہدای الفلاح میں اشارہ فرمایا ہے۔ حج کے فتویٰ کا بھی یہی مفاد ہے اور مشائخ کرام بھی اس کی یہی وجوہات بیان کرتے ہیں کہ اگر غلام گنوار حرامی یا اندھا عالم میں اہل ہو انہیں امام ہونا چاہیے لیکن فاسق بے شک برا عالم ہی کیوں نہ ہو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے کیونکہ امامت میں تقیید و توقیر ہے اور فاسق کی امامت ضروری ہے۔

امداد الفتاویٰ میں ہے۔

کرہ امامۃ الفاسق العالم لعدم اهتمامہ بالمدین فتنجب اہانتہ شرعاً فلا یعظم بتقدیمہ للامامۃ واذا اعذر منہ بتنقل عنہ الی غیر مسجدہ للجمعة وغیرہ۔  
فاسق عالم کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ وہ دین پر عمل حیرا نہیں ہوتا۔ شرعاً ایسے عالم کی اہانت واجب ہے اسے امامت کیلئے آگے کھڑا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر اس کو مصلی امامت سے ہٹانا مشکل ہو تو جمعہ اور نماز ماہنگانہ کسی دوسری مسجد میں ادا کرنی چاہیے۔

سید احمد مصریٰ اس کے حاشیے میں فرماتے ہیں: قوله فتنجب اہانتہ شرعاً فلا یعظمہ بتقدیمہ للامامۃ نفع لہ فیہ الزیلعی ومفادہ کنون الکراۃ فی الفاسق محرمہ۔

"صاحب امداد الفتاویٰ" کا یہ کہنا کہ فاسق کی اہانت شرعاً واجب ہے لہذا اسے امامت کیلئے آگے کر کے اسکی تعلیم نہیں کرنی چاہیے۔ زیلعی نے بھی اس مسئلہ میں انکی اتباع کی ہے۔ اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فاسق کی امامت کا مکروہ ہونا مکروہ تحریمی ہے۔  
حاشیہ شرح علانی میں ہے۔

امام الفاسق الا علم فلا یقدم لان فی تقدیمہ تعظمہ وقد رجب علیہم اہانتہ شرعاً ومفادہ هذا کراۃ التحريم فی تقدیمہ۔

رواہ فاسق جو دوسروں کی نسبت زیادہ علم والا ہو تو اسی مصلی امامت پر آگے نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ آگے کھڑا کرنے میں اس کی تعلیم ہے حالانکہ مسلمانوں پر شرعاً اس کی اہانت واجب ہے۔ اور اسے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ لیکن مقصود ہے۔  
علامہ محقق حلبی فقید میں فرماتے ہیں۔

انعام اولیٰ بالتقدیم اذا کان یجتنب الفواحش وان کان غیرہ اورع منہ ذکرہ فی المحيط ولو استویا فی العلم والصلاح واحدهما اقرء فقد مواءموا الآخر

اساءوا ولا ياتمون فالأساءة لترك المسنة وعدم الاتم لعدم ترك الواجب لانهم قدموا رجلا صالحا كذا في فتاوى الحجة وفيه إشارة الى انهم لم قدموا فاسقا ياتمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحریم لعدم اعتناؤه بامور دينه وتساهله في الايمان بلوازمه فلا يبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينا فيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه ولذا لم تجز الصلوة خلفه اصلا عند مالك ورواية عن احمد۔

"عالم اگر کبرہ گن ہوں سے بچتا ہے تو سے امام بنانا زیادہ مناسب ہے۔ اگرچہ اس سے زیادہ متقی و پرہیز گار آدمی موجود ہی کیوں نہ ہو۔ اسے الحیط میں ذکر کیا گیا ہے۔ اگر دونوں علم و عمل میں برابر ہو لیکن ایک فن قرأت کو نہایت بہتر جانتا ہو تو غیر قاری کو امام بنانا اچھا نہیں ہے لیکن اس طرح وہ گناہ گار نہیں ہونگے۔ اچھا نہ ہونا ترک سنت کی وجہ سے ہے اور گناہ گار نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ واجب کے ترک نہیں ہوئے کیونکہ انہوں نے ایک صالح آدمی کو امام بنایا ہے جیسا کہ فتاویٰ اجتہاد میں ہے۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ فاسق کو امام بنائیں گے تو گناہ گار ہونگے کیونکہ اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ دین کے امور میں دلچسپی نہیں لیتا اور ضروری چیزوں کو ادا کرنے میں سستی برتتا ہے۔ تو یوں اس سے کچھ بعید نہیں کہ نماز کی بعض شرائط میں خلل واقع ہو جائے ہوگا اور دوران نماز وہ بعض ایسے امور کو مروتہ داتا جو نماز کے منافی ہونگے۔ بلکہ غالب گمان یہ ہے کہ شرائط نماز اور نماز کے آداب پوری طرح ملحوظ نہیں رہتے ہونگے کیونکہ وہ فاسق ہے۔ اس لئے اس کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں یہ فتویٰ امام مالک کا ہے اور ایک روایت حضرت امام احمد بن حنبل کی بھی ہے۔

غیر مقلدین فاسق مقلین (علی الاعلان فسق و فجور کرنے والے) ہیں

رہا یہ کہ غیر مقلدین علی الاعلان فسق و فاجر کیسے ہیں۔ یہ حقیقت بالکل واضح ہے۔ سب لوگ چھوٹے بڑے عوام و خواص جانتے ہیں کہ یہ لوگ علمائے ملت آئمہ شریعت اولیاء

امت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور عام مسلمانوں کو بھی برا بھلا کہتے ہیں۔ یہ بعض تعصب نہیں جن لوگوں کو ان کے بارے شک ہو وہ ان کی کتابیں اور رسالے دیکھے۔ جب یہ لوگ خلوت میں ہوتے تو جو کواں کرتے ہیں کان ان کے سننے سے عاجز ہیں۔ بعض علماء نے ان کی تاویلات سے ان کے اقوال کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ مجھ میں یہ حس نہیں کہ ان بیہودہ باتوں کو زبان پر لاؤں یا قلم سے لکھوں۔ میں ان کے اقوال کو نقل کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔

1 ان کا پہلا فرق یہ ہے کہ اہل اسلام کو گالیاں دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث مشہور میں فرماتے ہیں۔

سباب المسلم فسوق۔

"مسلمان کو کجائی دینا فسق ہے"

اس حدیث کو امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور حاکم حضرت ابن مسعود سے طبرانی نے انہیں سے اکابر میں روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ عبد اللہ بن مسعود سے عمرو بن عثمان بن مفرق اور ابن ماجہ سے روایت کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ حضرت ابو ہریرہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، دارقطنی افراد میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔

2 ان کا دوسرا فرق یہ ہے علماء کرام (علیمہ ارحمہ) پر طعن و تحقیر کے تیر برساتے ہیں۔ طبرانی کبیر میں حضرت حسن کے حوالے سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلاثة لا یسخط بہم الامت افق ذوالشبة فی الاسلام و ذوالعلم زمام مقسط۔

"تین شخص ایسے ہیں جن کی تحقیر کوئی نہیں کرنا سوائے منافق کے ایک وہ جسے اسلام

میں بڑھاپا آیا۔ دوسرا عالم اور تیسرا عادل حکمران۔

اسے امام احمد بن حنبل نے بھی حضرت حسن کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اس کے الفاظ بھی طبرانی جیسے ہیں۔

طبرانی اور حاکم عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ليس من اعنى من لم يهمل كبيرنا ويوهم صغيرنا ويعرف ذمنا.

”وہ شخص میرا اتنی نہیں جو مسلمانوں کے بڑے کی تعظیم نہیں کرتا چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور عالم کا حق نہیں پہچانتا۔“

مسند الفردوس میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”الْعَالَمُ مُسْلِمَانِ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ وَقَعَ فِيهِ فَقَدْ هَلَكَ.

”عالم زمین میں اللہ تعالیٰ کی سلطنت ہے جس نے اس کی شان میں گستاخی کی ہلاک ہوا۔“

3 وہابیوں کا تیسرا نکتہ یہ ہے کہ عربوں اور حجازیوں سے بغض رکھتے ہیں اور اپنے دل میں وہ بغض رکھتے ہیں کہ صرف وہی جانتے ہیں۔ قد بدلت البغضاء من افواههم وما نخفي الصدور اكتبو۔ اس بغض و عناد کی وجہ سے مذہبی مخالفت کے علاوہ علمائے عرب کے وہ فتوے ہیں جو وقتاً فوقتاً ان کی بہ مذہبی کے بارے جاری ہوئے اور وہ اہل حجاز کے ہاتھوں دلیل و خوار ہوئے جس سے ہر خاص و عام واقف ہے۔

کچھ عرصہ پہلے پانچ آدمی جو وہابی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے حجاز مقدس گئے۔ اپنے آپ کو مہاجر نگاہ کیا اور کوشش کی کہ اپنے نظریات کا پرچار کریں۔ جب مسلمانوں کو ان کی کارستانیوں کی خبر ہوئی تو انہوں نے انہیں وہاں سے نکال دیا۔ وہابیوں نے مشہور کروایا کہ

اہل حجاز نے مہاجرین کو نکال کر اپنے چہرے پر کالک نلن دی۔ حالانکہ وہ بے وقوف یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ دارالاسلام سے دارالاسلام کو جانا ہجرت نہیں۔ یہ تو مجاورت ہے اور مجاورت چند اولیاء کرام کے علاوہ عوام الناس کے لئے مکروہ تحریمی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے فتاویٰ ”اعلایا اللہ فی فی الفتاویٰ الرضویہ“ میں اس پر تحقیق پیش کر چکے ہیں۔ تو یوں یہ جاہل لوگ جو فضل و کمال کے دعویدار ہیں اس فعل (مجاورت) میں گلا و گار تھے۔ پھر حجاز مقدس میں بدعتوں کو رواج دینے کا عزم بھی رکھتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں سزا دی۔ ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقه من عذاب الیم۔ جو مکہ معظمہ میں براہ ظلم کسی بے اعتدائی کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب دیں گے۔

ابھی چند دن کی بات ہے اگلے امام انصر جنہیں یہ شیخ النکل کہتے ہیں عرب کے مسلمانوں کے خوف سے وہابی اور سمجھی کے کشمڑوں سے چھٹیاں لے کر حج پر گئے اور وہاں کیا گزری یہ اسی سے پوچھئے ہو سکتا ہے یہ جھوٹ پولیس۔ لہذا جو حاضرین و ناظرین وہاں موجود تھے ان سے اسی سے پوچھ لیجئے۔ مکہ مکرمہ سے اشتہار چھپے جو تمام شہروں میں شہرت پا چکے ہیں۔ اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا کہ ان کو تمام علماء و علمائے عرب سے سخت عداوت ہے۔ اور طبرانی محکم کبیر میں بسند حسن صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

### بغض العرب نفاق

”عرب سے بغض و عناد منافقت ہے۔“

4 چوتھا نکتہ یہ ہے کہ عربوں سے عداوت کے باعث یہ انہیں سب دشمن کرتے ہیں۔ اس کے بارے ہم گزشتہ صفحات میں بھی لکھ چکے ہیں۔ حضرت امام تہجدی شعب اللایمان میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من سب العرب فافشک هم المشرکون۔



”جو اہل عرب کو سب دشمن کریں وہ خاص مشرک ہیں۔“

وہابی فاسق و ناجز ہیں انکی پانچویں دلیل یہ ہے کہ مدینہ منورہ کو پورے عرب پر ایک خاص فضیلت اور برتری حاصل ہے اسی وجہ سے وہابیوں کے دلوں میں مدینہ طیبہ کے بانیوں کی بے حد نفرت پائی جاتی ہے۔ اور اس بارے میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

لا یکید اهل المدينة احد الا انما ع كعما ينما ع العلیح فی الماء.

”کوئی آدمی جب بھی مدینہ طیبہ میں رہنے والوں سے کدہ فریب کرے گا وہ اس طرح نکلیں جائے گا جیسے پانی میں نمک کھل جاتا ہے“ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

امام احمد مسلم ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من اراد اهل المدينة من الماء لیسوا اب اللہ کا یذوب السخ فی الماء جو اہل مدینہ سے کسی طرح کا برا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے نیست و نابود کر دے گا جس طرح نمک پانی میں گھل کر اپنا وجود ختم کر دیتا ہے۔

طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من اذى اهل المدينة اذاه الله و عليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منه صرف ولا عدل۔

”جس نے اہل مدینہ کو تکلیف دی اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اور اس کی نقلی اور فرضی عبادتیں قبول نہیں ہوگی۔“

اگر یہ لوگ ان باتوں کا انکار کریں تو ان سے کہیے تعالو الی کلمتہ اللہ سواء بیننا و بینکم۔ اہل حرمین شریفین کے علماء کا مسلک دشرب ہے آؤ اسے قبول کر لیں۔ اگر

وہ راضی ہو جائیں تو تمہارا دہندہ سمجھ جائے کہ یہ لوگ اہل حجاز کے دشمن ہیں اور ان کو بھی ہندوستان کے مسلمانوں کی طرح مشرک اور گمراہہ مانتے ہیں اگر ایسا ہے اور یقیناً ہے تو پھر اہل حجاز سے عداوت کا انکار کیسے کر سکتے ہیں۔ ان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ان کے رد میں علمائے حجاز کے نواسے دیکھیے۔

حقیقت اللہ من الغرض ہو جائے گی۔ مذہبی محبت اور نفرت یک طرفہ نہیں ہوتی۔ جب اہل حجاز انیس شیطان کے پیرو سمجھتے ہیں تو کیا یہ ان سے عداوت نہیں رکھیں گے۔ ان کے امام امیر کو حرمین شریفین حاضر کر دینے کے لیے کشتیوں سے چوکیاں لینے کی ضرورت کیوں پڑی۔

6 یہ لوگ اولیاء کرام کے دشمن ہیں۔ یہ مضمون تفصیل طلب ہے جن لوگوں نے وہابیوں کے قائم کردہ اصول و فروع کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ان کے مذہب کی بنیاد علی محبوبان خدا کی محبت کو دلوں سے نکالنا اور ان کی شان میں گستاخی کرنا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے بانی مذہب نے واضح الفاظ میں لکھ دیا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی کو نہیں مانتے یہ لوگ کھلے ہندوں اولیاء کرام اور آئمہ عظام کو چڑھے جہاد اور ناکارے کہتے ہیں بلکہ اب تو ذہبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہہ دیا کہ آپ مرکز شنی میں مٹ گئے ہیں۔ اشد لعنت اسم علی کل من عادی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ وآلہ و بارک وسلم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واللہین ہز ذون رسول اللہ لہم عذاب الیم

”جو لوگ رسول اللہ کو تکلیف دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

ایک اور جگہ فرمایا۔

لعنہم اللہ فی الدنیا والاخر واعداء لہم عذابا مہینا

”دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

صحابہ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبياء

”بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔“

اسے احمد ابو داؤد نسائی ابن ماجہ ابن حبان ابویہیم تمام نے اس بن ابی اس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ذہیر بن یحیٰ ”اخبار مدینہ“ میں اور ابن زہال حسن سے مرسل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من كلمه روح القدس لم يذخن للأرض ان تاكل من لحمه.

”جس سے جبریل نے کلام کیا زمین کو اجازت نہیں کہ اس کا گوشت کھائے۔“

ذہیر اور ترمذی راوی ہیں کہ امام ابو العالیہ تابعی نے فرمایا ان لحوم الانبياء لا تلبسها الارض ولا تاكلها السباع.

”بیشک انبیاء کے گوشت کو زمین بوسیدہ نہیں کرتی اور نہ ہی درندے گستاخی کے مرتکب ہوئے ہیں۔“

رب قدوس شہداء کے بارے جو انبیاء کے غلام ہوتے ہیں ارشاد فرماتے ہے۔

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون.

”جو خدا کی راہ میں ماریں جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔“

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون

فروحين.

”خبردار! شہیدوں کو مردہ نہ جانو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی دیے جاتے ہیں اور خوش ہیں۔“

ادھر یہ جاہل مغرور محبوب بن خدا سے نفرت کرتا ہے اور حضور تنید عالم صلوات اللہ وسلام علیہ کے بارے نازیبا باتیں کرتا ہے اور صرف اتنا نہیں خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے یہ مفہوم نکالتا ہے کہ ایک دن میں بھی مرکز مٹی میں مٹی جاؤں گا۔ نفوذ باللہ۔ قیامت کو معلوم ہوگا کہ اس گستاخی کی سزا کیا ہے اور پوچھا جائے گا کہ مرکز مٹی میں ملنے کے الفاظ حدیث کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے جھوٹی حدیثیں گھڑنا یا ان کو اپنی پسند کے معانی کا جامہ پہنانا روزخ کی راہ ہے۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

ان الذين يغفرون على الله الكذب لا يفلحون. مناع للبلبل ولهم عذاب الیم.

”وہ لوگ جو اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں کامیاب نہیں ہو گئے۔ دنیا متاع قلیل ہے اور ان جھوٹوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اس قدر گستاخیاں کرتے ہیں تو اولیاء و صلحاء کے بارے کیا کچھ نہ کہتے ہو گئے۔

حدیث قدسی ہے

من عادى لي وليا فقد اذنته بالحرب.

”جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اس کے ساتھ لڑائی کا اعلان کرتا ہوں۔“

اس حدیث کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث قدسی ہے

من عبادي اولياء الله فقد بارز الله بالمحاربة.

”جس نے اولیاء اللہ سے دشمنی کی تو سر میدان خدا کے ساتھ لڑائی کو نکل آئے۔“

اسے ابن ماجہ حاکم اور بیہقی نے زہد میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں ہے۔

اسے ارحم الراحمین اپنے نیک بندوں کے ظلیل ہمارا خاتمہ ان کی محبت پر ہو۔

7 جیسا کہ ہم گذشتہ صفحات میں بیان کر آئے ہیں کہ ان کے مذہب کا لب لباب یہ ہے کہ گنتی کے چند لوگ بخشش کے مستحق ہیں باقی تمام مشرک و ملحد اور ہلاکت ان کا مقدر ہے جب کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے اذ اسمعت الرجل يقول هلك الناس فهو اهلكهم ”جب تو کسی کو یہ کہتے ہوئے سنے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔“

اس حدیث کو احمد اور بخاری نے ادب میں اور مسلم اور ابوداؤد نے ابویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ درحقیقت وہی لوگ ہلاکت عظیم کے مستحق ہیں جو بلا وجہ مسلمانوں پر زبان طعن و راز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل شانہ فرماتا ہے فہل يهلك الا الفقوم الفسقون۔

”کون ہلاک ہو گا سوائے فاسق لوگوں کے“

ان کے حد درجہ فاسق ہونے میں کیا شبہ ہے۔ انصار باللہ قسم بالارے قسم یہ کہ یہ لوگ ان حرام کردہ چیزوں کا نہ صرف ارتکاب کرتے ہیں بلکہ انہیں حلال اور مباح سمجھتے ہیں اس سے بھی بڑھ کر اسے بہت بڑی نیکی اور واجب خیال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی سوچ سے محفوظ رکھے۔ اگر تاویل کرنے والے کے بارے احتیاط کا حکم نہ ہوتا تو نہ جانیں میں ان کے بارے کیا کچھ کہتا۔ اللہ تعالیٰ نے دین پر ثابت قدم رہنے اور کلمہ طیبہ کا ادب و احترام

کرنے کی توفیق ہم اہل ملت کو ہی عطا فرمائی ہے۔ بد مذہب لوگ ہمیں گمراہ کہتے ہیں اور ہم پر کفر کے توے لگاتے ہیں ہم کسی طرح حد ادب سے باہر نہیں آتے۔ وہ اس لکڑی میں رہیں کہ ہمیں مشرک ٹھہرائیں ہماری ہیئت یہ سوچ ہوتی ہے کہ انہیں مسلمان سمجھیں ان کی ہر وقت یہ کوشش ہے کہ ہمیں مشرک اور بدعتی بنائیں اور ہمیں یہ خیال داسن گیر رہے کہ جیسا بھی ہو انہیں دائرہ اسلام میں ہی رہنے دیں ان کی مثال اس اونٹنی کی ہے جو سبز جھاڑیوں سے گزر رہی ہو جن میں شیر چھپے چھپے ہوں۔ وہ اونٹنی جب آگے دیکھتی ہے تو اسے قتل میدان اور شیر نظر آتا ہے۔ وہ ان سبز جھاڑیوں پر منہ مارنے کیلئے مہاریں تڑوانے کی کوشش کرتی ہے تاکہ خود بھی ہلاک ہو اور اپنے سوار کو بھی ہلاک کر دے۔ جب کہ سوار ہمیں لگتا ہے اور تازہ پائے لگا کر آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ خود بھی نجات پائے اور سوار بھی نجات پائے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہوی فافقی خلقی وفداسی الہوی

وانی وایاھا لمختلفان

انصاف کی نظر سے دیکھیں تو اسی بات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے والحمد للہ رب العالمین ۵ قل کل یعمل علی شاکلہ فربکم اعلم ممن هو اھادی مبیل۔

مذکورہ گفتگو سے کچھ لوگوں کے ذہن میں یہ بات آ سکتی ہے کہ غیر مقلدین اگرچہ ان گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں مگر وہ انہیں عین ثواب اور بھلائی سمجھتے ہیں لہذا انہیں ہم بد مذہب اور کم فہم تو کہہ سکتے ہیں لیکن وہ اس قدر تو بے باک ثابت نہیں ہوتے کہ خسر بنیاد بنا کر کہا جائے کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور نہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اپنے فتن و فحور کی وجہ سے وہ سب وضو نماز پڑھادیں گے یا شرائط نماز میں سے کوئی شرط چھوڑ دیں گے۔

تو اس بارے میں عرض یہ ہے کہ فاسق و فاجر کی اقتداء اس لئے ممنوع نہیں کہ وہ نماز میں بے احتیاطی کرے گا بلکہ اس وجہ سے ہے کہ امامت میں تعلیم ہے اور فاسق کے بارے میں شریعت کا یہ حکم ہے کہ اس کی عزت و تکریم نہ کی جائے۔ سو وہ اپنی چونکہ بعض گناہوں کو کارثواب خیال کرتے ہیں تو یوں ان کے فسق و فجور کی نوعیت عام آدمی کے فسق و فجور سے مختلف ہو جاتی ہے۔ گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنا اور گناہ کو حلال بلکہ کارثواب سمجھنے میں بڑا فرق ہے۔ برائی کو بھلائی خیال کرنے والا قطعاً اس لائق نہیں کہ اس کی عزت کی جائے بلکہ اس کی اہانت تو عام آدمی سے زیادہ ہونی چاہیے وہ فسق کر رہا ہے اور حرام کو حلال بھی سمجھ رہا ہے۔ جو لوگ وہابیوں کی کارستانیوں سے واقف ہیں وہ بتائیں گے کہ عام وہابی تو کیا ان کے بڑے بڑے شیوخ فسق و فجور اور شریعت کے امور کو ہلکا خیال کرتے ہیں اپنی مثال آپ ہیں۔ جس قدر یہ لوگ بے ہاک اور سفاک ہیں خدا نہ کرے کہ کسی فاسق سے فاسق کو بھی ان کی ہوا لگے۔ ان کے امام العصر نے رضائی بیعتی کے ساتھ نکاح کے جائز ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا۔ اور یہ نکاح ہوا بھی امام العصر کے ایک شاگرد نے رسالہ لکھا اور بیان کیا کہ حقیقی پھوپھی سے نکاح جائز اور حلال ہے۔ ایک اور شاگرد نے بھانجے کیلئے خالہ کو مباح قرار دے دیا۔ اور ان فتاویٰ پر ان کے استاد نے مہر تصدیق ثبت کی اور ایسے نکاح خود پڑھائے۔ امام العصر نے فریقین سے اجرت لے کر فتاویٰ جاری کئے ایک ہی مقدمہ میں مدلی اور مدحا علیہ دونوں کے پاس ان کا فتویٰ ہونا کتنی بڑی غلطی خیانت ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں رسالہ ”سیف المصطفیٰ علی ادیان الاقواء“ دوسرا رسالہ ہے ”لشباط المسکین علی خلق البشر السعین“۔

پھر سلف صالحین اور علماء وچھٹیں پر بہتان تراشی فرضی کتابوں سے سند لانا۔ خیالی عالموں کے نام گھڑ لینا۔ عبارتوں کو نقل کرتے ہوئے قطع پر پیکرنا محدثین پر جرح کرتے ہوئے نسب بدل لینا احادیث اور اقوال کے ٹکڑے حوالے دینا اور ان کے علاوہ ان کے مذہبی

دھما اپنی تصانیف میں جان بوجھ کر ہزاروں چالیں چلے۔ انہیں خبردار کیا گیا۔ انہیں الزام دیئے گئے علماے عصر نے ان کی خوب خوب خبر لی لیکن یہ لوگ باز نہ آئے۔ ”سیف المصطفیٰ“ میں انہیں امور کی بیان کیا گیا ہے۔ عزیزم مؤلف رسالہ حفظ اللہ تعالیٰ نے ان کے بڑے بڑے علماء کی ایک سو ساٹھ غلطی خیاثتوں کو منقشت از بام کیا ہے۔ اب بتائیے یہ لوگ عام فاسقوں سے کیا کم ہیں۔

پھر یہ حقیقت ہے کہ یہ جن مسائل میں اختلاف کرتے ہیں ان میں نفسانیت ظاہر جھلک رہی ہوتی ہے۔ عزیمت کی راہ چھوڑ کر آسانیاں ڈھونڈتے ہیں۔ اس رائے کو کبھی قبول نہیں کریں گے جس میں ذرا بھی مشقت ہو۔ تراویح کے بارے میں ان کا فتویٰ دیکھئے۔ کہتے ہیں آٹھ ہیں۔ حضرت امام مالک کے قول کو اختیار نہیں کیا کیونکہ اس میں مشقت ہے۔ امام صاحب کے نزدیک نماز تراویح کی 36 رکعتیں ہیں۔ اور نہ ہی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق 40 کی بات کرتے ہیں کیونکہ اس میں مشقت ہے۔ چالیس چھتیس اور بیس کو چھوڑ کر آٹھ کی بات کی کیونکہ اس میں آسانی ہے اور بے ہاکی کا یہ عالم کہ قرآن و حدیث کو اپنی پسند کے معانی پہناتے ہیں آئمہ کے اجماع ان کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور اوپر آرام طلبی کا یہ عالم تو کیا عجب کہ کسی وقت بے وضو اور بغیر غسل کے نماز پڑھا دیں۔ خصوصاً جب کہ سردی کا موسم ہو اور پانی ٹھنڈا ہو۔ کیا یہ پھوپھی خالہ اور بیعتی کے ساتھ نکاح سے زیادہ تعجب خیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ اذا لم تستحی فاصنع ما تشاء جب حیاء وامن گمیر جائیں تو جو چاہے کرے۔

آمز کہ حیائیت ازہ تج عجب نیست

تیسری دلیل

سب سے پہلے میں نماز اور طہارت کے متعلق ان کے نظریات کو بیان کروں گا تاکہ قارئین کو اندازہ ہو جائے کہ وہ ہمارے مذہب غلطی سے کن قدر مختلف مذہب رکھتے ہیں۔

جناب مولانا وحی احمد صاحب سورتنی کی کتاب ”جامع الشواہد فی اخراجات الوہابین عن المساجد“ اس موضوع پر ایک بہترین کتاب ہے۔ ذیل میں ان کی کتاب سے بطور نمونہ چند مسائل حدیث قارئین کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

1 پانی کتنا ہی کم ہو نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ جب تک مرگہ ذائقہ اور بو میں تبدیلی نہ آئے۔ یہ تصریح نواب صدیق حسن خان کی ہے۔ جو دہائیوں کے امام العصر ہیں۔ انہوں نے اس رائے کا اظہار طریقہ محمدیہ ترجمہ مصنف قاضی شوکانی ظاہری رحمہ اللہ مطبع فاروقی دہلی کے 76 صفحہ پر کی ہے۔ اس کتاب کی تصدیق مولوی غریب حسین نے کی اور لکھا کہ موجدین اس پر بے دھڑک عمل کریں۔ اس کے دبا پچے میں نواب صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ سنت کی اتباع کرنے والے اس پر آنکھیں بند کر کے عمل کریں اور اپنے اہل و عیال کو بھی پڑھائیں۔ اور یہی مضمون فتح المعصیت کے صفحہ 6 پر ہے جسے مطبع صدیقی لاہور نے شائع کیا ہے درحقیقت یہ وہی کتاب ”طریقہ محمدیہ“ ہے صرف نواب صاحب نے نام بدل دیا ہے۔ پہلی بار یہ بھوپال سے شائع ہوئی اور دوسری بار لاہور سے ہاں نام بدل دیا گیا۔

گویا چلو بھر پانی میں دو تین ماشے انسان کا یا کتے کا پیشاب مل جائے تو اس سے وضو کیا جاسکتا ہے اور نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

2 فتح المعصیت کے صفحہ 5 اور طریقہ محمدیہ کے صفحہ 7 پر مصنف نے سات چیزوں کو نجس ٹھہرایا اور ان کے علاوہ باقی تمام کو پاک گردانا ہے۔

عبارت ملاحظہ ہو۔

”نجاست گودہ اور موت ہے آدمی کا مطلق۔ مگر موت لڑکے شیر خوا کا اور لعاب ہے کتے کا اور لینڈ بھی اور خون بھی حیض و نفاس کا اور گوشت ہے سور کا اور جو اس کے سواء ہے اس میں اختلاف ہے اور اصل اشیاء میں پاکی ہے اور نجس جاتی پاکی مگر نقل صحیح ہے کہ جس

کے معارض کوئی دوسری نقل نہ ہو۔“

گویا ان سات چیزوں کے علاوہ باقی تمام چیزیں پاک ہیں کیونکہ اشیاء میں اصل پاکی ہے۔ جب تک کوئی صحیح نفس موجود نہ ہو۔ لہذا ان کے نظریے کے مطابق مرگی کی برکت سور کا پیشاب یا کتے کی مٹی پانی میں گر جائے خواہ وہ صرف ایک لونڈا ہی کیوں نہ ہو تو پانی پاک ہے اور اس سے وضو کرنا کپڑے دھونا جائز ہے۔ سو جس شخص کے چہرے جسم اور کپڑوں پر سور کا پیشاب کتے کی مٹی لگی ہے اس کا جسم اور کپڑے پاک ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بہر میں کھتا ہوں کہ یہ آیت قل لا اجر فیہما اوحی الی محمدا علی طاعم بطعمہ..... یہ سند کافی ہے۔ اور جس طرح صحیح نفس کے بغیر کسی چیز کا نجس ہونا ثابت نہیں ہوتا کہ اصل اشیاء میں ملہارت ہے اس طرح حرمت بھی ثابت نہیں ہوئی کیونکہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ لہذا اس اصول کے تحت ایک غیر مقلد کے لئے ان چیزوں کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہونا چاہیے۔ مگر یہ تو حلال سب حالات بارہ۔

3 نواب موصوف رد فیہ تدریہ کے صفحہ 12 پر لکھتے ہیں کہ شراب اور خون کی حرمت ہے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ چیزیں ناپاک بھی ہوں جو انہیں ناپاک بناتا ہے دلیل ٹیٹس کرے۔

میں کہتا ہوں شاعر بچارے خواہ خواہ شراب کو حرام گروا دیتے ہیں اور بلا وجہ پریشان ہوتے ہیں۔ اگر وہ نواب صاحب کی رائے سن لیتے تو یوں کہتے۔

”چھوٹا نہیں شراب کبھی بے وضو کئے۔ قالب میں میرے روح کشا پارسا کی ہے اگر شاعر یوں کہتا تو اس نئی شریعت کی مخالفت بھی نہ ہوتی اور مبالغہ میں زیادتی کی وجہ سے شعر کے حسن میں بھی اضافہ ہو جاتا۔ کیونکہ چھوٹا نہیں سے چھوٹا نہیں میں زیادہ مبالغہ ہے۔

4 نواب صاحب اپنے صاحبزادہ کے نام سے موسوم کتاب فتح المستول من شرائع



الرسول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ 30 پر لکھتے ہیں۔

”مستن مٹی از برائے اسفلج اور بدست نہ بنا برنجاست و ویرنجاست خرو و دیگر مسکرات و لیلے کہ صالح مسک باشد موجود نیست و اصل در ہر چیز ما طہارت است و در نجاست لحم خوک خلاف مست دم مسفوح حرام مست نہ نجس“۔ ملخصاً

مٹی کو نجس ہونے کی وجہ سے نہیں دھویا جاتا بلکہ اس لئے دھویا جاتا ہے کہ کپڑا یا بدن صاف ہو جائے۔ شراب اور دیگر نشیات کے پلید ہونے پر کوئی صحیح دلیل نہیں جس کو اختیار کیا جاسکے۔ تمام چیزوں میں اصل طہارت ہے اور مردار کے گوشت کے نجس ہونے میں اختلاف ہے۔ دوسرا بہتا خون پلید نہیں مگر حرام ہے۔“

5 اسی فتح المغیث کے صفحہ 6 پر ہے کہ گھڑی پر مسح کر لینا کافی ہے یعنی وضو نہ کیجئے بس گھڑی پر ہاتھ پھیر لیجئے۔ حالانکہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے۔ **وَأَمْسَحُوا** بروؤسکم۔ اپنے سروں کا مسح کرو۔

6 مولوی عزیز حسین کے شاگرد مولوی محمد سعید ہدایت قلوب قاسم کے صفحہ 36 پر لکھتے ہیں۔

جو اپنی بیوی سے جماع کرے اور اسے انزال نہ ہو تو اس کی نماز بغیر غسل کے صحیح ہے۔

7 فتاویٰ ابراہیمہ مصنف مولوی ابراہیم غیر مقلد مطبوعہ دھرم پرکاش لاہ آباد کے صفحہ 2 پر ہے کہ وضو میں پاؤں دھونا ضروری نہیں مسح کرنا فرض ہے۔ انہوں نے اس مسئلے میں شیعوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ شیعہ بھی دھونے کو فرض کی بجائے جائز سمجھتے ہیں۔

واللہ المستعان علی شوالو فاض وقوم شو من الرفاض۔

اے سوچئے یہ لوگ اہل سنت سے کس قدر بغض و عناد رکھتے ہیں۔ اور تعجب ایسی بری چیز ہے کہ انسان خواہ مخواہ مشغول ہو جاوے اور اپنی افتاد طبع سے مجبور دوسرے کو نقصان

پہنچانے پر کمر کس لیتا ہے اور جس قدر ممکن ہو دوسروں سے اختلاف کرتا ہے۔ اگر علی الاعلان ممکن نہ ہو تو خفیہ طور پر کرتا ہے اور خود ہی دل میں بنتا ہے۔ شیعوں کے بارے میں مشہور ہے مدیہ کی مجلسوں میں جب کوئی جاہل مٹی جا بھیتا ہے تو وہ ان کو شرمست پیش کرتے ہیں اور اس میں کوئی نجس چیز ملا دیتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے بزرگوں کے نام پر چڑیوں پر لکھ کر پاؤں میں بکھیر دیتے ہیں تاکہ وہ انہیں روئیں جائیں بوجھ کر نہیں روئے تو غیر دانستہ روئیں اسی طرح کھانے کی چیزیں جب کسی ناواقف مسلمان کو دیتے ہیں تو ان میں کمن حرام چیز کی ملاوت کر دیتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اہل سنت کا تعصب ہے۔

غیر مقلدین رافضیوں سے بھی زیادہ متعصب ہیں۔ یہ اہل السنۃ کے تازہ دشمن ہیں۔ ان کی بھی اطمینان ہے۔ اس لئے ان کی بے باکی جرأت شدت اور عداوت کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اگر ان کی اقتداء کی جائے اور انہیں امام مقرر کیا جائے تو وہ اپنے مذکورہ مسائل پر عمل کریں گے اور مقلدین کے مذہب و مسلک کی ذرہ بھی پاسداری نہیں کریں گے۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اپنے مذہب پر عمل کرتے ہوئے کبھی بغیر غسل کئے نماز پڑھا دیا۔

تیسری بات جیسے طوطا خاطر رکھنا ضروری ہے کہ علماء دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک حنفیوں، شافعیوں، مالکیوں اور حنبلیوں کی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کے مسئلے پر خوب گفتگو ہوئی۔ حالانکہ یہ چاروں مذہب حق ہیں اور ان کی اقتداء صحیح ہے۔ لیکن چونکہ بعض مسائل میں اختلاف ہے اسلئے علماء نے یہ رائے پیش کی ہے کہ دوسرے مذہب والا اگر نماز اور طہارت میں ہمارے مذہب کی رعایت نہ کرے اور حرج من اختلاف کی پردہ نہ رکھے تو جمہور مشائخ کے نزدیک اس کی اقتداء صحیح نہیں۔ پہلے آپ احتیاط اور رعایت کا مفہوم ذہن نشین کر لیں۔

بعض مسائل میں چاروں اہل مسلمانوں کا اختلاف ہے مثلاً امام شافعی کے نزدیک پیچھے

لگوانے اور خون نکلوانے سے وضو نہیں ٹوٹا۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک عورت کو ہاتھ لگانے اور آلت تناسل کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا جب کہ امام شافعی کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے دو ٹکڑے پانی میں اگر نجاست گر پڑے تو شائعوں کے نزدیک پانی پاک رہے گا اور حنفیوں کے نزدیک پلید ہو جائے گا۔

شافعیوں کے نزدیک ایک ہال کا مسح کرنے سے وضو ہو جاتا ہے ہمارے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض ہے اور اس کے بغیر وضو نہیں ہوتا ہمارے نزدیک وضو میں نیت اور ترتیب فرض نہیں ان کے نزدیک فرض ہے۔ اسی طرح کی دوسرے مسائل میں اختلاف ہے تمام اماموں کا ارشاد ہے کہ آدمی کو ایسی بات پر عمل کرنا چاہیے جس میں کسی کا اختلاف نہ ہو بشرطیکہ اس سے کوئی کراہت لازم نہ آتی ہو۔ تو جو لوگ شائعوں میں محتاط ہوتے ہیں وہ بچتے لگوانے اور خون نکلوانے کے بعد وضو کر لیتے ہیں۔ اس طرح احتیاطاً ایک ہال کا نہیں بلکہ پورے سر کا مسح کرتے ہیں۔ اور عیاض حنفی بیوی کو ہاتھ لگانے اور آلت تناسل کو چھونے کے بعد وضو کر لیتے ہیں۔ اور ترتیب وضو اور نیت کا اہتمام کرتے ہیں۔ اگرچہ ہمارے امام نے ان چیزوں کو لازم نہیں کہا مگر منع بھی تو نہیں کیا۔ اس طرح کرنے سے آدمی بالائے اتفاق پاک ہو جاتا ہے اور اسے اپنے مذہب کے مطابق اسے وضو پر وضو کرنے کا ثواب مل جاتا ہے۔

اب جو لوگ احتیاط نہیں کرتے اور دوسرے مذاہب کے خلاف وفاق سے سروکار نہیں رکھتے تو علماء کے نزدیک ایسے لوگوں کی اقتداء صحیح نہیں کیونکہ صحیح مذہب پر مقتدی کی رائے کا اعتبار ہے۔ جب اس کے نزدیک امام کا جسم پاک نہیں یا وہ وضو سے نہیں یا کسی اور وجہ سے اس کو گمان ہے کہ امام کی نماز صحیح نہیں تو وہ ایسے امام کی نماز کو بنیاد بنا کر کیسے نماز پڑھ سکتا ہے۔

خانیہ خلاصہ سراجیہ کفایہ نظم بحر الفتاویٰ شرح فقہیہ مجمع الآثارہ حاشیہ مراقی الفلاح وغیرہ کتب میں اسکی تصریح موجود ہے۔ اسی طرح علامہ سندی علامہ حلبی اور علامہ شامی نے اسکی مشائخ سے اور ملا علی قاری نے سلف صالحین سے نقل فرمایا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں

ہے۔

الاقتداء بشافعی المذہب انما یصح اذا كان الامام یحاشی مواضع الخلاف بان یوضا من الخارج النجس من غیر سبیلین کالفصد ولا یكون متعصبا ولا یوضا من الماء الذاکر القلیل۔ یغسل لویہ من العین یتفرک الیاس منه ویمسح ربع راسه هكذا فی النہایة الکفایة ولا یوضا بالماء القلیل الذی وقعت فیہ النجاسة کذا فی فتاوی قاضی خان ولا بالماء المستعمل هكذا فی السراجیہ۔ (مخلصاً)

”شافعی مذہب والے کی اقتداء میں نماز پڑھنا صرف اسی صورت میں جائز ہے جب وہ اختلافی مسائل میں احتیاط برتتا ہو۔ مثلاً پاخانے اور پیشاب کے علاوہ جسم کے کسی اور حصے سے نجاست کے نکلنے پر وضو کرتا ہو۔ جیسا کہ بچتے لگوانا۔ متعصب نہ ہو۔ بہت تھوڑے گدے پانی سے وضو نہ کرتا ہو۔ نئی نکلنے پر کپڑے دھوتا ہو اور خشک مٹی کو کھرچ ڈالتا ہو۔ کم از کم سر کے چوتھے حصہ کا مسح کرتا ہو۔ اسی طرح نہایت اور کفایہ میں ہے۔ تھوڑے پانی سے وضو نہ کرتا ہو جس میں نجاست گر جائے۔ جیسا کہ فتاویٰ قاضی میں ہے۔ اور نہ ہی استعمال شدہ پانی سے وضو کرتا ہو۔ جیسا کہ سراجیہ میں ہے۔“

فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

الاقتداء بشافعی المذہب قالو لا یاس به اذا لم یکن متعصبا و ان یكون موعضاً من الخارج النجس من غیر السبیلین ولا یوضا بالماء القلیل الذی وقعت فیہ النجاسة۔ (مخلصاً)

”علماء نے فرمایا ہے کہ شافعی ائمہ مذہب امام کی اقتداء جائز ہے بشرطیکہ وہ متعصب نہ ہو۔ تھوڑے پانی میں نجاست پڑ جائے تو اس سے وضو نہ کرتا ہو۔ اور پاخانہ اور پیشاب کے علاوہ جسم کے کسی اور حصہ سے نجاست (خون، پیچ) نکلنے پر وضو کر لیتا ہو۔“

فتاویٰ امام طاہر بن عبدالرشید بخاری میں ہے۔

الاقتداء بشفعوی المذهب ان لم یکن متعصباً و یكون متوضاً من الخارج  
من غیر مسبیلین ولا يتوضأ بالماء الذي وقعت فيه النجاسة وهو قدر قلین  
يجوز۔ (مخصوصاً) (مذکورہ ترجمہ ملاحظہ کریں)

جامع الرموز میں ہے۔

هذا اذا علم بالاكترا عن مواضع الخلاف فلو شك في الا احتراز لم  
يجز الاقتداء مطلقاً كما في النظم فلا بأس به اذا لم يتعصب اى لم يفض  
للحنفي او ساق الكلام في مسائل المراجعة لجمع واوعى ثم قال لكل في بحر  
الفتاویٰ۔

جواز اس وقت ہے جب وہ اختلافی مسائل میں احتیاط کرتا ہو۔ اور اگر شک ہو کہ  
احتیاط نہیں کرتا تو بالکل اقتداء جائز نہیں۔ جیسا کہ نظم میں ہے دوسرے مذہب والے کی  
اقتداء میں کوئی حرج نہیں جب متعصب نہ ہو یعنی شکی کے بارے میں بغض نہ رکھتا ہو۔  
شرح ملعی البحر میں ہے۔

جواز اقتداء الحنفی بالشافعی اذا كان الامام يحتاط في مواضع الخلاف.  
”حنفی کا شافعی کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے جب امام اختلافی جگہوں میں احتیاط کرتا  
ہو۔“

علامہ احمد صغریٰ حاشیہ نور الایضاح میں فرماتے ہیں۔

صحة الاقتداء اذا كان يحتاط في مواضع الاختلاف كان يجدد الوضوء  
بمخرج لحدود وان يمسح راسه وان يغسل ثوبه من منى او يفرقه اذا  
جفف۔.....

”شافعی مذہب کی اقتداء صحیح ہے جب وہ اختلاف والی جگہوں میں احتیاط کرتا ہو۔“

مثلاً خون نکلنے پر تازہ وضو کرنا ہو۔ سر کا شیخ کرنا ہو۔ کسی کو دھوتا ہو یا خشک ہونے پر اسے  
کمرچ ڈالنا ہو۔

رد المحتار میں ہے۔

قال كبير من المشايخ اذا كان عاقبة مراعاة موضع الخلاف جاز والا فلا  
ذكره السندی المتقدم ذكره. قلت وهذا بناء على ان العبرة لدى المعتدي  
وهو الاصح.....

بہت سے مشائخ نے فرمایا ہے کہ دوسرے مذہب والا اختلاف والی جگہوں میں احتیاط  
کرتا ہو تو اس کی اقتداء جائز ہے۔ اور اگر احتیاط نہ کرتا ہو تو اقتداء جائز نہیں۔ اسے علامہ  
سندی نے بیان کیا ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ میں (صاحب رد المحتار) کہتا ہوں کہ  
مفتی کی رائے اس بارے میں معتبر ہے کیونکہ وہ ہے اور یہی اس فتویٰ کی بنیاد ہے۔  
رد المحتار میں ہی ہے۔

في رسالة الاهتداء في الاقتداء ملا علي القاري ذهب عامة مشايخنا الى  
الجواز اذا كان يحتاط في مواضع الخلاف والا فلا.

”ملا علی قاری“ کے ”رسالہ الاہتداء فی الاقتداء“ میں ہے کہ ہمارے اکثر مشائخ جواز  
کے قائل ہیں جب کہ امام اختلافی مسائل میں احتیاط کرتا ہو۔ ورنہ اقتداء صحیح نہیں۔  
اسی طرح دوسری کتب فقہ میں تصریح کی گئی ہے۔

دعایہ بات کہ علامہ شامی ملا علی قاری کی مذکورہ عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔  
انه يجوز في الموعى بغیر كراهة وفي غيره معها.

یعنی احتیاط کرنے والے کے پیچھے بلا کراہت جائز ہے اور غیر محتاط کے پیچھے جائز تو  
ہے مگر مکروہ ہے۔

اس بارے میں میری رائے یہ ہے عدم صحت کی وجہ سے یہ عندیہ تصریح کے مخالف ہے۔

لیکن یہ بات میرے نظریہ کی تردید نہیں کرتی کیونکہ میں نے عدم جواز کی بات فساد اور مکروہ تحریمی کی بنا پر کی ہے سو یہ ملا علی قاری اور تصریح ہندی دونوں پر منطبق ہوتی ہے۔ اور جو چیز میرے لئے ظاہر ہوئی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ صحیح ہوگی۔

وہ یہ ہے کہ اسی کا بطلان تو اس وقت ہوگا جب عدم اختیار کو خصوصاً نماز میں آدمی چاہتا ہو۔ جیسا کہ اسے علامہ بخاری نے اختیار کیا ہے اور درالدر

سبحان اللہ جب بے احتیاط شافعی کے پیچھے نماز جمہور آئمہ کے نزدیک ناجائز ہوئی تو ان بدیعوں اور متکبروں کے پیچھے کیسے جائز ہوگی۔ ان فاسقوں اور فاجروں کو اہل حق اور اہل ہدایت سے کیا نسبت۔ ان کے پیچھے تو بدرجہ اولیٰ ناجائز اور ممنوع ہوگی۔

خانیہ خلاصہ نہایت کفایت بخاری شافعی اور ہندی کی تفہیم آپ نے ملاحظہ کیں۔ ان تمام علماء کے نزدیک متعصب شافعی کے پیچھے نماز روا نہیں۔ اور اس کی تفصیل بھی آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ متعصب شافعی سے مراد وہ شخص ہے جو حنفیوں سے بغض رکھتا ہو۔ اب ذرا غور کیجئے کہ ہادیوں کو نہ صرف حنفیوں سے بغض ہے بلکہ آئمہ دین کی تقلید کرنے والے تمام مسلمانوں سے عناد ہے۔ حنفیوں کو تو وہ ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتے۔ لہذا یہ ایک دوسری دلیل ہے کہ ان کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

مگر الفتح میں محقق صاحب کتاب نے فرمایا ہے کہ تعصب سے نفی لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ عدم جواز کا معنی یہ ہے حلال نہیں۔ یعنی مکروہ تحریمی ہے۔ اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اگر اس پر ہندیہ والے اشکال کا اعادہ کیا جائے تو ہم اپنی سابقہ تقریر لوٹا دیں گے۔ اور یہ دلیل ایک اور دلیل کا سبب بنے گی۔ لہذا تمام روایات میرے اس نظریہ کی تائید کر رہی ہیں کہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

واللہ سبحانہ بکمل شہیدی علیم۔

## چوتھی دلیل

حضرت امام آئمہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو متکلم ضروریات عقائد کی بحث میں (جن میں لغزش موجب کفر ہوتی ہے)

یہ چاہیے کہ اس کا مخالف کوئی غلطی نہ کرے تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اپنے مخالف کے کفر کو پسند کیا۔ لہذا مخالف کے لئے کفر کو پسند کرنا کفر کو پسند کرنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایسے مناظر کے پیچھے نماز درست نہیں۔ فتح القدیر میں ہے۔

قال صاحب المعجمی واما قول ابی یوسف لا تجوز الصلوة خلف المتکلم فبجوز ان یزید المذی قرره ابوحنیفہ حین رآی ابنہ حماد یناظر فی الکلام فنهاه فقال رایتک نناظر فی الکلام وننهائی فقال کنا تناظر وکان علی رؤسنا الطیر فحالة ان یزل صاحبنا وانتم ننظرون ونریدون زلة صاحبکم ومن اراد زلة صاحبہ فقلد اراد ان یکفر فہوہ کفر فیل صاحبہ فہذا هو الخوص المعنی عنه وھذا المتکلم لا یجوز الاقتداء بہ۔

صاحب مجتبیٰ کہتے ہیں کہ امام ابو یوسف کا ارشاد ہے کہ مناظر کے پیچھے نماز درست نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد ایسا آدمی ہو جس کے ہاں حضرت امام ابو حنیفہ نے بات کی ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے حماد کو جب علم کلام میں مناظرہ کرتے دیکھا تو منع فرمایا۔ بچے نے عرض کی ابا حضور میں دیکھتا ہوں کہ آپ خود تو علم کلام میں مناظرہ فرماتے ہیں مگر آپ مجھے منع فرما رہے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہم اس احتیاط سے مناظرہ کرتے تھے کہ گویا دمارے سراں پر پتھر پھینچتے ہیں اور ہمیں خوف ہوتا تھا کہ کہیں مد مقابل لغزش نہ کر جائے جب کہ آپ چاہتے ہیں کہ مد مقابل مناظر سے کوئی غلطی ہو۔ پس جس نے یہ ارادہ کیا کہ مد مقابل مناظر سے کفر سرزد ہو تو مد مقابل سے پہلے وہ خود کفر کا ارتکاب کرنا ہے۔ لیکن وہ غلطی اپنے بیٹے کو روکنے کی۔ ایسے مناظر کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

جب ایسے مناظر کے پیچھے نماز جائز نہیں جس کے انداز سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ مد مقابل کے کفر پر راضی ہے تو یہ لوگ جو واضح طور پر متعصب ہیں جن کا مقصد ہی مسلمانوں کو کافر کہنا ہے جو دن رات اسی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح لوگوں کو ہادر کرالیں کہ مقلدین آئمہ کافر ہیں۔ وہ اپنی تصفیفات میں اپنی تقریروں میں کھلے بندوں اہل اسلام کی تکفیر کرتے ہیں اور اپنی بات منوانا چاہتے ہیں خواہ اس کیلئے کچھ کرنا پڑے۔ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان سے کوئی ایسی لغزش ہو اور جب مسلمان کفر سے محفوظ رہتے ہیں تو ان کے غصہ کی کوئی انتہا نہیں رہتی تو ان کے بارے کس قدر سخت حکم ہوگا ورنہ ان کی اقتداء کیسے جائز ہوتی۔

اللہ الہادی الی طریق الہدی

### پانچویں دلیل

یہاں تک گفتگو دہائیوں کے بدعتی اور فاسق ہونے کے بارے تھی کہ چونکہ وہ بدعتی اور فاسق ہیں اس لئے ان کی اقتداء نہیں یہاں ایک اور چیز کو بیان کرنا مقصود ہے جس سے ان کا مسلمان ہونا منکوک ہو جاتا ہے۔ ان سے ایک اتنی بڑی غلطی صادر ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث اور جمہور علماء فقہ کے اقوال کی روشنی میں ان کا صریح کافر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز مطلقاً باطل سمجھتی ہے۔

یہ لوگ تقلید کو شرک کہتے ہیں اور آئمہ اربعہ ابوحنیفہ، شافعی، مالک اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی تقلید کرنے والوں کو مشرک کہتے ہیں۔ اور کسی مسلمان کو مشرک کہنا اس کو محض احادیث کافر کہنا ہے اور پھر ایک دہر مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے لاکھوں کروڑوں کو کافر کہتے ہیں اور صرف آج کے مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے گیارہ سو برس کے تمام مؤمنوں کو جن میں بڑے بڑے محبوبانِ خدا امام شریعت اسلام کے ستون اور طریقت کے رکن شامل ہیں سب کو کافر کہتے ہیں۔ ان کے ہائی مذہب کا مقلد بنی جن کی یہ اولاد سے ہے جس سے اس نے علم سیکھا

ہے اور جس کی اقتداء کا یہ دم بھرتا ہے یعنی حضرت شاہ ولی محدث دہلوی اس پر رسالہ "انصاف" میں لکھتے ہیں۔

بعد المائین ظہر بینہم المذہب لئلمجتہدین باعیانہم فقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ.

"دو صدیاں گزرنے کے بعد مسلمانوں میں تقلید شخصی شروع ہوئی اور کوئی کم ہی رہا جس نے کسی امام متین کے مذہب پر اعتماد نہ کیا ہو۔"

امام عارف باللہ سید عبدالہاب شعرانی قدس سرہ الربانی جن کی میزان اور دوسری تصانیف سے دہائیوں کے امام العصر اور بڑے بڑے علماء نے جگہ جگہ استناد کیا اسی کتاب "میزان" میں لکھتے ہیں۔

یجب علی المقلد العمل بالآ رجح من القولین فی مذہبہ مادام لم یصل الی معرفۃ ہذہ المیزان من طریق الذوق والکشف کما علیہ عمل الناس فی کل عصر بخلاف ما اذا وصل الی مقام الذوق ورأی جمیع اقوال العلماء ویحور علومہم تنفجر من عین الشریعۃ الاولیٰ مبعدیٰ منها و تنہی الیہا فان مثل هذا لا یؤمر بالتعبد بمذہب معین لشہودہ تساوی المذہب فی الاخذ من عین الشریعۃ. (ملخصاً)

مقلد پر واجب ہے کہ صرف اسی بات پر عمل کرے جو اسکے مذہب میں رائج ہے۔ ہر زمانے میں علماء کا اسی پر عمل رہا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کا ولی جو ذوق و معرفت کے ذریعے اس مقام کشف تک پہنچ جائے کہ شریعت مطہرہ کا پہلا چشمہ جس سے یہ چاروں دریا نکل رہے ہیں اسے نظر آنے لگے وہاں پہنچ کر وہ علماء کے تمام اقوال کا مشاہدہ کرے گا کیونکہ یہ دریا اس چشم سے نکلتے ہیں اور پھر اسی میں آکر گرتے ہیں ایسے شخص پر تقلید شخصی لازم نہیں۔ کیونکہ وہ تو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ سب مذاہب اسی پہلے چشمہ سے یکساں فیض



یاب تو ثابت ہوا کہ جو اجتہاد کے مقام کا آدمی نہ ہو اور نہ کشف اور ولایت کے اس عظیم رتبہ پر پہنچا ہو اس پر کسی ایک امام کی تقلید واجب ہے۔

اسی پر ہر زمانے میں علماء کا عمل رہا ہے۔ یہاں تک کہ چچہ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ العالی نے اپنی مشہور کتاب کیمیائے سعادت میں فرمایا مخالفت صاحب مذہب خود کردن بچنگس روانہ باشد۔

”اپنے امام مذہب کی مخالفت کرنا کسی آدمی کیلئے جائز نہیں“

سبحان اللہ! جب تقلید شرعی معاذ اللہ کفر و شرک ہے تو ہر دور کے علماء اور گیارہ سو سال کے تمام مسلمان سب کا فرد و مشرک ہوئے۔ چلو ایسا نہ سہی تو بات تو اظہر من الشمس ہے اور اتنی واضح ہے کہ اس کا انکار دن کو رات کہنے کے مترادف ہے کہ کئی صدیوں سے لاکھوں اولیاء علماء محدثین فقہاء اہل السنۃ کے عام لوگ آئمہ اربعہ کی تقلید اور غلامی کا دم بھرنے والے کلمہ گو جسے دیکھو وہ مقلد ہے کوئی حنفی ہے کوئی شافعی ہے کوئی مالکی ہے۔ اور کوئی حنبلی ہے یہاں تک کہ اہل السنۃ والجماعہ ان چاروں مذہبوں میں منحصر ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے محبوب نے نجات یافتہ گردہ فرمایا ہے سب کا فرد و مشرک ٹھہرے۔ غلوڈ پائلہ۔

سید علامہ احمد مصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد آپ ملاحظہ کر چکے ہیں اب قاضی ثناء اللہ پالی جی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ملاحظہ کریں جو عالم اسلام کے ایک معتد اور مستند مفسر ہیں۔ آپ طائفتہ تاجیہ کے ان چار مذاہب میں منحصر ہونے کے بارے ارشاد فرماتے ہیں۔

اهل السنۃ لید المنوقت بعد القرون الثلاثة او الاربعة علی اربعة مذاهب ولم یبق فی القرون سوائ هذه المذاهب الاربعة۔

اہل السنۃ تین چار صدیوں کے بعد ان چار مذاہب میں منقسم ہو گئے اور فرد و مشرک ان مذاہب اربعہ کے علاوہ کوئی مذہب نہ رہا اگر آپ طبقات حنفیہ اور طبقات شافعیہ وغیرہما تصانیف ملاحظہ کریں تو دیکھیں گے کہ کیسے کیسے امام اور محبوبان خدا ان چاروں مذہبوں کے

مقلد رہے ہیں جنہوں نے ہمیشہ اپنے آپ کو حنفی شافعی مالکی یا حنبلی کہا اور ہمیشہ اسی لقب سے یاد کئے گئے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے ہی مذہب پر فتوے دیئے اور ہمیشہ اسی کی ترویج میں کما جیں نکلیں۔ معاذ اللہ یہ سب لوگ تمہارے نزدیک کافر و مشرک تھے۔

چلو مان لیتے ہیں وہ تقلید شخصی پر عمل پیرا نہیں ہوئے لیکن یہ تو مانتے ہو کہ انہوں نے تقلید کا حکم دیا اور اپنے ارشادات عالیہ سے اس کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کیا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

مخالفة للمقلد منق علی کو نہ مذکور امین المحصلین۔

”تمام بڑے بڑے علماء کا اجماع ہے کہ مقلد کا اپنے امام مذہب کی مخالفت کرنا بڑا گناہ ہے اور انکار کا موجب ہے۔“

شرح نقایہ میں امام بزدوی سے منقول ہے۔

من جعل الحق متعدداً كالمتعزلة اثبت للخاص الخبر من کل مذهب ما یهو ۵۱ ومن جعل واحداً كالماتنا الزم للعاصی اماماً واحداً۔

یعنی جن کے نزدیک اختلافی مسائل میں حق کی کئی صورتیں ہیں مثلاً ایک شے ایک مذہب میں حلال ہے دوسرے میں حرام ہے گویا ایک چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال بھی ہے اور حرام بھی تو ایسا کہنے والے عام آدمی کو گویا اختیار دیتے ہیں کہ ہر مذہب سے جو چاہے اخذ کر لے۔ یہ مذہب معتزلہ وغیرہ کا ہے اور جو حق کو ایک مانتے ہیں وہ عام آدمی پر کسی ایک امام کی تقلید کو واجب ٹھہراتے ہیں۔ یہ مذہب ہمارے علماء کا ہے۔“

علامہ زین بن نجیم مصری فرماتے ہیں۔

امام الکبار فقالو ہی بعد الکفر والزنا واللواط و شرب الخمر و فی لفظ المقلد حکم مقلدہ۔ (اختصاراً)

بقول علامہ کرام کبیرہ گناہوں میں پہلے کفر ہے۔ پھر زنا، لواطت، شراب نوشی اور

مقلد کا اپنے امام کے حکم کی مخالفت ہے۔

اسل واخل میں ہے

علمائو الفقہین لم یجوزوا ان یأخذوا بالعاصی المحضی الا بملہب ای  
حنبلیہ والعاصی الشفوی الا بملہب الشافعی،

”دونوں فریق (حنفی اور شافعی) کے علماء اس چیز کو جائز نہیں سمجھتے کہ ایک عام حنفی  
امام ابوحنیفہ کی یا عام شافعی حضرت امام شافعی کے سوا کسی دوسرے مذہب پر عمل کرے۔“

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ عقد الجہد میں فرماتے ہیں۔

المراجع عند الفقہاء ان العاصی المنتسب الی ملہب لہ ملہب فلا یجوز  
لہ مخالفتہ

فقہاء کے نزدیک رائج مسلک یہ ہے کہ کسی مقلد کو اس مذہب کی مخالفت جائز نہیں  
جس کی طرف وہ منسوب ہے۔

اب بتائیے تمام چوٹی کے علماء جن سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل کر رہے  
ہیں کہ تقلید شخصی کو ترک کرنا صحیح اور جائز نہیں۔ تمام اکابر آئمہ کہتے ہیں کہ ایک ہی امام کی  
تقلید واجب ہے اور مشائخ کے کلام سے واضح ہے کہ تقلید شخصی کو چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور  
جن علماء و فقہاء سے شاہ ولی اللہ اسل واخل میں نقل کر رہے ہیں کہ تقلید مصنف کی مخالفت  
ناجائز ہے یہ سب تو معاذ اللہ تمہارے نزدیک کافر و مشرک ہوئے۔ ان سے بڑھ کر وہ آئمہ  
دین جنہوں نے اپنی کتابوں میں تقلید کو واجب قرار دیا ہے ان کے بارے تمہارا اعتقاد کیا  
ہے۔ کیا وہ معاذ اللہ سب کافر و مشرک ہیں۔

یہ مختصر سا رسالہ اہل حق کی اطلاع کیلئے ایک مختصر فتویٰ کی حیثیت رکھتا ہے جو اپنے فقہی  
حکم کو بہترین طریقے سے ادا کر چکا ہے اس میں اس قدر غنچائش نہیں کہ تقلید کے وجوب کے  
بارے علماء و مشائخ کی صریح عبارات پیش کروں۔

اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی تو انشاء اللہ فقیر اس موضوع پر ایک جامع رسالہ  
مرتب کرنے والا ہے جس میں ان تمام اقوام کو ایک نئی طرز پر سامنے لاؤں گا۔ اور غیر  
مقلدین کے مذہبی اصولوں کو ان کے علماء کے اقوال کی روشنی میں ایک ایک کر کے واضح  
کروں گا۔ انشاء اللہ۔

یہاں میں صرف ان آئمہ دین اور علماء مستندین میں سے چند کے اسماء گرامی تحریر کرتا ہوں جو  
اپنے ارشادات اور تصریحات کی رو سے غیر مقلدین کے مذہب میں کافر و مشرک قرار پائے  
ہیں۔ الحیاذ باللہ

1- امام ابو بکر احمد بن اسماعیل جوزجانی

2- امام محمد بن اسماعیل

3- امام کیا ہرانی

4- امام اجل امام الحرمین

5- امام محمد غزالی

6- امام برہان الدین صاحب بدایہ

7- امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری صاحب خلاصہ

8- امام کمال الدین محمد بن الہمام

9- امام علی خواص

10- امام عبدالوہاب شعرائی

11- امام شیخ الاسلام ذکریا انصاری

12- امام ابن حجر مکی

13- علامہ ابن کمال پاشا صاحب البیان و اصلاح

14- علامہ علی بن سلطان محمد قادری مکی

- 15 علامہ شمس الدین محمد شارح نقاشیہ
- 16 علامہ زین الدین مصری صاحب بحر
- 17 علامہ عمر بن عظیم مصری صاحب النہر
- 18 علامہ محمد بن عبداللہ غزی قرطاشی صاحب تلویح الاہصار
- 19 علامہ خیر الدین اٹلی صاحب فتاویٰ خیر یہ
- 20 علامہ سیدی احمد حموی صاحب بحر
- 21 علامہ محمد بن علی دمشقی صاحب دروزن اکبر
- 22 علامہ عبدالہادی زرقانی شارح مواہب
- 23 علامہ برہان الدین ابراہیم بن ابی بکر محمد بن حسین جعفی صاحب جواہر اخلاطی
- 24 علامہ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی
- 25 علامہ احمد شریف مصری طحاوی
- 26 علامہ آفریدی امین الدین محمد شامی
- 27 صاحب ینہ
- 28 صاحب سراچیہ
- 29 صاحب جواہر
- 30 صاحب مصفی
- 31 صاحب ادب القائل
- 32 صاحب تاج خانہ
- 33 صاحب مجمع
- 34 صاحب کشف
- 35 لکیری کے مؤلفین کے بقول ان کے ان کو 500 علماء کی تائید حاصل تھی۔

- 36 شیخ محمد والف ثانی
- 37 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
- 38 شاہ عبدالعزیز
- 39 قاضی شاہ اللہ پانی پتی
- 40 میان نذیر حسین دہلوی اور ان کے مقلد اور اتباع کرنے والے مگر اس طرح کہ انہیں معلوم تک نہ ہوا کہ اپنے آپ کو کافر و مشرک کہہ رہے ہیں۔
- لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں سے بعض ایسے علماء بھی ہیں جن کی عبارتوں کو دہائیوں نے بطور دلیل پیش کیا۔ ان جہلوں کو اتنا بھی معلوم نہ ہوسکا کہ یہی عبارتیں جن کو ہم دلیل بنا رہے ہیں خود ہمارے مذہب کی بڑا کاٹ رہی ہیں۔ مگر انہوں نے جہالت کی وجہ سے ان کو اپنی کتابوں میں نقل کیا اور عوام الناس کو دھوکہ دینے کیلئے روایتی مکر و فریب سے کام لیا۔ انشاء اللہ میں اس رسالے میں یہ بھی ثابت کروں گا کہ علماء سلف سے ان کا امتناہ حصہ دھوکہ ہے وہ اس طریقے سے عام آدمیوں کو پھانسا پاتے ہیں۔ ان کا مذہب اسلام کے مذہب سے کوئی تعلق نہیں بلکہ بزرگوں کا مذہب تو ان کے نظریات کی تردید کرتا ہے۔
- انہیں یا تو موافق و مخالف کی تمیز نہیں یا جان بوجھ کر جہلوں کو اپنے ساتھ لانے کیلئے سبز باغ دکھاتے ہیں۔ میں اس رسالے میں انشاء اللہ یہ بھی بیان کر دوں گا کہ یہ لوگ جو مباحث میں تقلید شخصی کے جواز اور عدم جواز کی بات کرتے ہیں تو صرف دھوکہ دینا چاہتے ہیں کہ دونوں فریق یعنی اہل تعین اور اصحاب تنہیر جواز تعین اور عدم جرح کو تسلیم کئے ہوئے ہیں جن کے نزدیک تقلید سرے سے ہے ہی شرک اور کفر ان کے مسلک سے اسے کیا تعلق۔ پہلے وہ غیاء کی بات عدم شرک اور جواز کو طے کر لیں اس کے بعد آگے چلیں۔ یہ چالاک لوگ اپنے لئے راہ کرنا چاہتے ہیں اس لئے ادھر سے ادھر نکل جاتے ہیں اور ہمارے اہل علم ان کی رسی کھلی چھوڑ کر ان سے گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ گریہ کشتن روز اول ہاجر

ابتداء میں ہی ان فریبوں کی راہ روک لی گئی چاہیے اور پہلے شرک اور پھر حرمت سے جان بچا لیجئے اس کے بعد بحث کیجئے۔

جو علماء کہتے ہیں کہ صرف ایک امام کی تقلید واجب ہے ان کے اقوال بھی وہابیوں کے مخالف ہیں اور جو کہتے ہیں کہ چاروں میں سے جس کی چاہیں تقلید کر لیں ان کے اقوال بھی وہابی نظریات سے متضاد ہیں۔ اور وہابیوں کے نزدیک دونوں طرف کے علماء مشرک اور گمراہ ہیں۔ میں انشاء اللہ ثابت کر دوں گا کہ اقوال صحیحہ ان کی تردید اور تکذیب میں اکل و اتم ہیں پھر ان کو بطور دلیل پیش کرنا اور ان کو ذکر کرنا عجیب تماشا ہے۔ میں انشاء اللہ وضع کروں گا کہ یہ اپنے مسلک سے بھی ناواقف ہیں۔ ان کے اقوال میں تضاد ہے۔ ایک جگہ کچھ کہتے ہیں تو دوسری جگہ اس سے متضاد کچھ اور کہتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ایک بنیاد ہی ہے۔ آہستہ آہستہ ان کے اقوال ٹھنڈے آئے گا۔ ان کا دعویٰ کچھ ہوتا ہے دلیل کچھ دیتے ہیں اعتراض کچھ اور ہوتا ہے اور جواب کچھ اور ان کا کوئی خاص مذہب نہیں۔ موقفہ ہدفہ و مشترا بدلتے رہتے ہیں۔ اہل بدعت کا یہی دھیرہ ہوتا ہے۔

میں اصل موضوع کی طرف واپس آتا ہوں۔ یہ لوگ تقلید کو شرک اور کفر کہتے ہیں جس سے ان کے نزدیک ہزاروں علماء اولیاء اور صلحاء کافر و مشرک قرار پاتے ہیں۔ اسی لئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے علاوہ باقی تمام لوگ ان کے نزدیک مشرک اور کافر ہیں۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے وہ خود کفر میں مبتلا ہوتا ہے کیونکہ حدیث مبارکہ ہے۔ ایما امراء فال لا یمید کافر لقد ہاء بہا احدہما ان کان کما قال والا رجعت علیہ۔

”یعنی جو شخص کسی کلمہ کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی جسے کافر کہا گیا اگر وہ واقعی کافر ہے تو لیجا ورنہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔“

اس حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”اذا قال الرجل لا یمید یا کافر لقد ہاء بہا احدہما۔“

”جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو ”اکافر“ کہے تو ان دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہوگا۔“

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم حضرت ابو زر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

”لیس من دعا رجلا بالكفر او فأن عدو الله وليس كذلك الا حار علیہ ولا یومی رجلا بالفلسق ولا یرمیدہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صبا حہ کذلک۔ جو شخص کسی کو کافر یا دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہ ہو تو کہنے والا کافر یا دشمن خدا بن جائے گا اور کوئی شخص کسی کو فحش یا کفر کا طعن نہ دے تو خود فاسق یا کافر بن جائے گا بشرطیکہ وہ فاسق یا کافر نہ ہو۔“

ابن حبان اپنی صحیح ”لتناہیم والا نواع“ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”ما اکفر رجلا رجلا لفظ الایماء بہا احدہما ان کان کافرا والا کفر بشکھوہ۔“

”یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص دوسرے کو کافر کہے اور پھر دونوں نجات پا جائیں۔ جس کو کافر کہا اگر وہ کافر ہے تو لیجا ورنہ کہنے والا خود کافر بن جائے گا۔“

کہ یونہی کسی کو مشرک ”ذندیق“ طہ یا منافق کہا جائے تو اگر وہ مشرک وغیرہ ہے تو ٹھیک ورنہ کہنے والا خود مشرک و ذندیق وغیرہ قرار پائے گا۔

عارف باللہ سیدی عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی قدس سرہ حدیثہ عمریہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

من دعا رجلاً بالكفر بالله تعالى او بالشرك به وكذا الكذب بالشرقة والاعداد والنفاق والكفر۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے بارے بھی انہوں نے یہی فرمایا ہے۔

میرے نزدیک ہر کافر اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے جیسا کہ ان احادیث سے ثابت ہے۔ اور جو کسی مسلمان کو اللہ تعالیٰ دشمن کہے وہ خود دشمن خدا بن جاتا ہے۔ یہ بھی ان احادیث سے ثابت ہے۔ اسے طرح فاسق کا لفظ بھی حدیث میں آیا ہے۔ جب کسی مسلمان کو فاسق کہنے سے کہنے والا فاسق بن جاتا ہے تو مشرک تو بدترین اور خبیث ترین کافر ہوتا ہے۔ تو اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو مشرک کہے گا تو خود کافر بن جائے گا کیونکہ مشرک بھی تو کفر کی ایک صورت ہے۔

اسکے متعلق گزارش یہ ہے کہ مسلمان ایک آئینہ ہے ترک و بدو و دمن آئینہ کہ اوست جب کوئی کسی مسلمان کو کافر مشرک یا فاسق کہتا ہے تو درحقیقت اس آئینے میں اپنی شکل دیکھ رہا ہوتا ہے۔ تو چونکہ یہ تمام عیوب خود اس کی ذات میں ہوتے ہیں جب اس آئینے کے سامنے جاتا ہے تو خود اپنے عیوب کو دیکھ کر دوسرے پر کفر و مشرک کا فتویٰ لگا دیتا ہے۔

یہ باتیں تو حدیث کی تھیں جن کو ماننے کا وہ دعویٰ کرتے ہیں اگرچہ حدیث کی رو سے لایجاز و تراجم یہ ان کے حلق سے بیٹھے نہیں اترتیں۔

اب فقہ کی طرف آئینے امام ابو بکر جمش وغیرہ جیسے تمام علمائے کبار اور بعض آئمہ بخارا رحمۃ اللہ علیہم احادیث مذکورہ کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنے والا مطلقاً کافر ہے۔ سیدی اسماعیل نابلسی شرح درود و خرمسوی خسرو میں فرماتے ہیں۔

لو قال للمسلم كافر كان الفقيه ابوبكر الاعمش يقول كفو وقال غيره من مشايخ بلخ لا يكفر وانفقت هذه المسئلة ببخارا فاجاب بعض آئمة بخارا انه يكفر فراجع الجواب الي بلخ انه يكفر فمن اتى بخلاف قول الفقيه ابوبكر رجع الي قوله..... (مختصاً)

اگر کسی شخص نے مسلمان کو کافر کہا تو ابو بکر الاعمش فرماتے تھے کہ کہنے والا کافر نہیں۔ جب کہ بلخ کے کئی دوسرے علماء ایسے شخص کی تکفیر نہیں کرتے تھے۔ یہی مسئلہ بخارا میں پیش آیا۔ بخارا کے بعض آئمہ نے کفر کا فتویٰ دے دیا۔ یہ جواب بلخ پہنچا کہ ابو بکر نے تو کفر کا فتویٰ دے دیا ہے۔ جب لوگوں نے یہ بات سنی تو جنہوں نے عدم کفر کا فتویٰ دیا تھا انہوں نے رجوع کر لیا۔

رسالہ بدرشید اور ملا علی قاری کے فقہ اکبر میں ہے

فرجع الكل الي فتوى ابوبكر البلخي وقالوا تكفر الشاتم۔

تمام نے ابو بکر بلخی کے فتویٰ کی طرف رجوع کر لیا ہے۔ اسی طرح علماء کہتے ہیں سب و شتم کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ احکام میں اس عبارت کو لکھنے کے بعد کہا گیا ہے۔

وينبغي ان لا يكفر على قول ابی الملیث وبعض آئمة بخارا۔

کہ ابو الملیث اور بخارا کے بعض آئمہ کے نظریہ کے مطابق انکی تکفیر نہیں کرنی چاہیے۔ فقہاء نے اس کی تفصیل یہ بیان فرمائی ہے اگر کوئی اس اعتقاد سے سب و شتم کرتا ہے کہ یہ مقابل مسلمان ہے کافر نہیں تو پھر کافر نہیں ہوگا اور اگر اسے کافر سمجھتا ہے حالانکہ وہ مسلمان ہے تو کافر ہو جائے گا۔ مثلاً بد معاش اور غلوں کو کتا یا گدھا کہہ دیا جاتا ہے لیکن مقصود یہ نہیں ہوتا کہ وہ واقعی گدھے یا کتے ہیں۔

فتاویٰ وغیرہ فصول عمادی شرح درود و خرمسوی شرح فتاویٰ حسینی 'نہر الفائق' شرح و ہدایہ علامہ عبدالہرر بخارا حدیثہ عمریہ جوہر انکلاطی فتاویٰ عالمگیری اور رد الخیار وغیرہا کی



معتبر کتابوں میں تصریح کی گئی ہے کہ اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

علامہ فرماتے ہیں کہ جب اس نے اپنے اعتقاد میں اسے کافر سمجھا حالانکہ وہ کافر نہیں تو گویا اس نے اسلام کو کفر کا نام دیا۔ اور جو اسلام کو کفر کہے بلاشبہ کافر ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ کافر صرف وہی ہے جس کا دین کفر ہے اور ہر آدمی کا کوئی نہ کوئی دین ہوتا ہے۔ اور دین دو بھی نہیں ہو سکتے۔ ایک وقت میں انسان کا صرف ایک دین ہوتا ہے۔ جیسا کہ رب قدوس نے فرمایا۔ اما شاکرا واما کفورا۔ ایک اور مقام پر فرمایا وما جعلنا لرجل من قلبین فی جوفہ۔

یا تو انسان شکر گزار ہو گا یا ناشکر گزار۔ اور انسان کے پہلو میں دو دل نہیں صرف ایک دل ہے۔ لہذا جو کسی مسلمان کو کافر کہے گا گویا دین اسلام کو کفر کہہ رہا ہے اور جو اسلام کو کفر کہے وہ کافر ہے۔

اب اس سلسلہ میں علماء کرام کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔  
بند یہ میں ہے۔

المختار للمفتویٰ فی جنس هذه المسائل ان القائل بمثل هذه المقالات ان كان اراد انتم ولا يعتقدہ کافرا لا یکفرو ان كان يعتقدہ کافرا فخطبه بهذا بناءً علی اعتقاده انه کافر یکفر کذا فی المدحیة۔

ایسے مسائل میں فتویٰ اس پر دیا جاتا ہے کہ اگر مسلمان کو کافر کہنے والے کا اعتقاد نہیں تھا صرف اس نے گالی دی تو کافر نہیں ہوگا اور اگر اسے کافر سمجھتا ہے اور اسی بناء پر اسے مخاطب کر کے کافر کہتا ہے تو کافر ہو جائے گا۔ ایسا ہی ذخیرہ میں ہے۔

امام شامی صبر کے حوالے سے ذخیرہ کی اس عبارت میں اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لانہ لما اعتقد المسلم کافراً فقد اعتقد دین الاسلام کفراً۔

کیونکہ جب اس نے مسلمان کو کافر یقین کیا تو اس نے دین اسلام کو کافر یقین کیا۔

در مختار میں ہے۔

عزوالشتم بیا کافر وهل یکفر ان اعتقد المسلم کافراً نعم والا لا بد یفتی گالی دینے والے نے مسلمان کو اسے کافر کہہ کر بلایا تو اگر وہ مسلمان کے بارے کافر ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو کیا اس کی تکفیر کی جائے گی۔ ہاں اس کی تکفیر ہوگی۔ اور اگر اعتقاد نہیں رکھتا تو تکفیر نہیں ہوگی اور اس طرح فتویٰ ہے۔

علامہ ابراہیم اخطائی نے فرمایا۔

المختار للفتویٰ فی جنس هذه المسائل ان القائل اراد به الشتم لا یکفر واذ اعتقد کافراً لم یخطب بکفر لانہ اعتقد المسلم کافراً فقد اعتقد ان دین الاسلام کفر و من اعتقد هذا فهو کافر۔

”ان مسائل میں مفتی یہ قول یہ ہے کہ اگر ٹاکل کا مقصود محض گالی دینا ہے تو تکفیر نہیں ہوتی اور اگر مخاطب کے بارے کفر کا اعتقاد رکھتا ہے تو تکفیر ہوگی کیونکہ جو مسلمان کے بارے کافر ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے وہ دین اسلام کو کافر یقین کرتا ہے اور اسلام کے بارے ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔“

علامہ عبدالحی نے شرح مختصر الوکایہ میں فرمایا:

قد اختلف فی کفر من یسب مسلماً الی الکفر ففی فصول العمادیة اذا قال لغيره یا کافر کان الفقیہ ابوبکر الاعمش بقول یکفر القائل وقال غیرہ لا یکفر والمختار للفتویٰ فی جنس هذه المسائل۔۔۔۔۔

جو مسلمان کی نسبت کفر کی طرف کرتا ہے اس کی تکفیر میں اختلاف ہے۔

فصول عمادیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو یا کافر کہتا ہے تو فقیر ابوبکر الاعمش کے بقول ٹاکل کی تکفیر کی جائے گی اور کئی دوسرے علماء کی رائے یہ ہے کہ تکفیر نہیں ہوگی۔ ایسے مسائل میں فتویٰ یہ دیا جاتا ہے کہ اگر اس کے بارے کفر کا اعتقاد رکھتا ہے تو کافر ہو

جائے گا اور اگر محض گالی دینا مقصود ہے تو کافر نہیں ہوگا۔

علامہ شمس الدین محمد نے جامع الرموز میں فرمایا:

المختار انه لو اعتقد هذا الخطاب شتماً لم يكفر ولو اعتقدت المخاطب كاذراً كافر لانه اعتقد اسلام كفوراً كما لم يعمادي وما لم يوافق انه لم يكفر بالاجماع اريد به اجماع المتكلمين.

اختیار کردہ نظریہ یہ ہے کہ اگر مخاطب کو گالی دینا چاہتا ہے تو کافر نہیں ہوگا اور اگر اس کو کافر سمجھتا ہے اور اسکی بناء پر اسے کافر کہتا ہے تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے دین اسلام کو کافر یقین کیا۔ ایسا ہی عمادی میں ہے۔ اور موافق میں ہے کہ اس بالا جماع یعنی متکلمین کے اجماع کے مطابق کافر نہیں کہا جائے گا۔

مجمع الاخبار شرح ملتقى الأئمة میں ہے۔

فذهب مسلماً بيا كاذراً واراد الشتم ولا يعتقد كفوراً فاته يعز ولا يكفر ولو اعتقد المخاطب كاذراً كفوراً لانه اعتقد الاسلام كفوراً

مسلمان کو کسی نے گالی کے ارادہ سے اے کافر کہا۔ حالانکہ وہ اسے کافر نہیں سمجھتا تو اسے تعزیر لگائی جائے گی اور اس کی تکفیر نہیں ہوگی۔ اور اگر مخاطب کو کافر سمجھتا ہے تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اسلام کو کافر یقین کر رہا ہے۔

اس موضوع پر اور بھی بہت ساری عبارات ہیں۔

وہابی اہل اسلام کو اعتقاداً کافر اور مشرک کہتے ہیں۔ اس وجہ سے انہیں بڑی دقت پیش آتی ہے۔ یہ لوگ اپنی تصانیف میں مسلمانوں کو کافر لکھتے بھی ہیں اور اس پر فتوے بھی دیتے ہیں تو بالاتفاق ان کا کافر ہونا لازم اور ان کے پیچھے ناز ایسی ہے ہے جیسے کسی یہودی نصرانی یا ہندو کے پیچھے پڑھ لی گئی ہو۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

سبحان اللہ۔ کہہ کر وہ کیاقت۔ چاہ کن را چاہ در داہ۔ مسلمانوں کو ناحق مشرک کہنے

والے احادیث صحیحہ اور مذاہب آئمہ کرام اور فقہاء عظام کی تصریحات کے مطابق خود کافر قرار پائے۔

دیدنی کہ خون ناحق پر دانہ بیج را

چند امان عدا دم شب را سحر کند

ماذا اخلصک یا مغرور فی الظلم

حتی حلت غلیت الغل لم تظفر

مگر اس کے باوجود بھی ہم احتیاط کرتے ہیں اور یہ جو چاہیں کریں ہمیں ہزار بار کافر و مشرک کہیں مگر ہم انہیں کافر یا مشرک نہیں کہتے۔ ہاں اتنا ضرور کہتے ہیں کہ یہ گناہگار خطاکار ظالم بدعتی گمراہ کرنے والے راہ راست سے بہت دور دوسروں کو راہ راست سے دور کرنے والے ہیں مگر کافر بالکل نہیں۔ نہ ہی مشرک ہیں۔ اپنی جان کے دشمن ضرور ہیں لیکن خدا کے دشمن نہیں ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

كفوا لمن اهل لاله الا الله لا تكفروا هم بدين فمن اكفر لاله الا الله فهو اهل الكفر افرح.

یعنی لاله الا اللہ کہنے والوں کو کسی گناہ پر کافر نہ کہو۔ جو لاله الا اللہ کہنے والے کو کافر کہے وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے۔

اخرجه الطبرانی في الكبير بسند حسن عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما۔

حضرت ابو داؤد و حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

ثلاث من اهل الايمان الكف عمن قال لاله الا الله ولا يكفر بدين ولا يخرج من الاسلام بعمل الحديث۔

تین باتیں ایمان کی اصل ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ کلمہ گو سے زبان روکی

جائے۔ سے کسی گناہ کے سبب کافر نہ کہا جائے اور کسی عمل پر دائرہ اسلام سے خارج نہ بنائیں۔  
دارقطنی، تہذیبی، اور ضیاء عائد بن عمرو المدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں  
کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الاسلام بعلو ولا یعلیٰ.

اسلام غالب ہے مغلوب نہیں۔

عقیل حضرت ابو رداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تکفروا احداً من اهل القبلة

اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہو۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔

ولا تکفروا احداً من اهل القبلة.

ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔

علمائے محققین فرماتے ہیں۔

لا یخرج الانسان من الاسلام الا بحدود ما دخله لہ.

کوئی انسان دائرہ اسلام سے باہر نہیں ہوتا مگر اس چیز کا انکار کر کے جس چیز نے  
اسے دائرہ اسلام میں داخل کیا تھا۔

ہمیں یہ احادیث، امام ابو حنیفہ اور علماء کے اور شواہد یاد ہیں اس لئے جب تک تاویل  
و توجیہ کے سب قائل احتمال ضعیف رہیں، بھی بند نہ ہو جائیں ہم کسی مدعی اسلام کی تکفیر سے  
تنبہ کرتے۔

ہاں ان حدیثوں سے یہ بات اظہر من الشمس ضرور ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ اہل اسلام  
کے بارے میں کس جگہ کا تعصب و عناد رکھتے ہیں اور یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کہاں

تک عمل بالحدیث کے دعوئی میں آتے ہیں۔

والقول بظہر للعبد الضعیف غفر اللہ تعالیٰ لہ ان ہبنا فی کلمات العلماء  
اطلاقاً فی موضع التعلیل کما ہو دا کثیر من المصنفین فی غیر ما مقام وانما.

مگر اس حقیقت میں کوئی کلام نہیں کہ مسلمانوں کو بلاوجہ کافر و مشرک کہہ کر وہابی لوگ  
ہزار ہا اکابر آئمہ کی تصدیحات کے مطابق کافر ہو گئے۔ کیا یہ کم مصیبت ہے۔ انیاذ باللہ  
سبحانہ و تعالیٰ

علامہ ابن حجر کی اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں۔

انہ یضمیر مرتداً علی قول جماعة و کفی بہذا محساراً و تغریظاً.

کہ بعض علماء کے نزدیک مسلمان کو کافر و مشرک کہنے والا کافر ہے انتقاد کفر رکھتا ہو یا  
نہ رکھتا ہو۔ اور مرتد ہو جانا کوئی کم خسارہ اور نقصان ہے۔

شریعت مطہرہ کے حکم کے مطابق ایسے شخص پر تو بہ فرض ہے وہ تجدید نکاح کرے اور  
دوبارہ کلمہ پڑھے۔ جیسا کہ درختہ میں ہے۔ عن شرح الوہابیۃ للعلامة حسن الشو  
بنلانی ما یكون کفراً انفاقاً یبطل العمل والنکاح والولادہ الاولاد ذلنی وما فیہ  
خلاف یؤمر بالاسطغفار والتوبۃ وتجديد النکاح.

شرح وہابیہ جو علامہ حسن شربلانی کی تعریف ہے اس سے صاحب درختہ نقل کرتے  
ہیں کہ وہ چیز جو بالاتفاق کفر کا سبب ہے اس سے عمل باطل ہو جاتا ہے۔ نکاح قسم ٹھہرتا ہے  
اور اس حالت اس کی اولاد ہوئی تو حرام ہوگی۔ اور اگر ایسی بات کی جس کے کفر ہونے میں  
اختلاف ہے تو اسے استغفار، توبہ اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔

اہل سنت کو پرہیز کرنا چاہیے۔ ان کے معاملات میں شریک نہ ہو اور نہ ہی انہیں  
شریک کریں جیسا کہ احادیث نقل کی جا چکی ہیں کہ فاسقوں اور بدعتیوں کی ہم نشینی ان سے  
ملنا جلنا ممنوع ہے۔ بد مذہب لوگ آگ ہیں اور ان کی صحبت اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ انسانا

کی طبیعت کسی وقت بھی یہ اثر قبول کر سکتی ہے۔ دل کی کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما مثل المجلس الصالح وجليس السوء كحامل المسك ونافع الكبير  
اما ان تبتاع منه واما ان تجد منه ريحا طيبة ونافع الكبير اما ان يحرق لبابك  
واما ان تجد منه ريحا عجيبة .

نیک اور برے ہم نشین کی مثال یوں ہے جیسے ایک عطار ہے اور دوسرا دھوگی دھو گئے  
والا۔ عطار سے یا تو خوشبو خریدے گا اور کچھ نہ ہو تو بھی خوشبو تو آئے گی۔ اور دوسرا یا تو  
تیرے کپڑے جلا ڈالے گا یا کم از کم ہر یو تو آئے گی۔

اسے بخاری اور مسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے فرمایا:

مثل جلس السوء كمثل صاحب الكبر. ان لم يصبك من موائده  
اصابك من دخانه.

یعنی برے شخص کی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی۔ کپڑے کالے نہ ہوئے تو دھواں  
تو ضرور پہنچے گا۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے بروں کی صحبت نقصان دہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

الما سعى القلب من ثقله انما مثل ريشة تعلق في اصل الشجرة  
ثقلها الريح طهر البطن.

دل کو قلب اسلئے کہتے ہیں کہ وہ بدلتا رہتا ہے۔ انکی مثال اس پر کی سی ہے جو جنگل کے

کسی درخت کی جڑ سے اٹکا ہے اور وہاں اسے پلٹا دے رہی ہیں۔ کبھی سیدھا اور کبھی الٹا۔  
اسے طبرانی نے کبیر میں ابو موسیٰ اشعری کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

ابن ماجہ کے الفاظ یوں ہیں۔

مثل القلب مثل الريشة ثقلها الريح بقلابة.

انکی سند حید ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اعتبروا الارض باسماءها واعتبروا  
الصاحب بالصاحب.

زمین کو اس کے ناموں پر قیاس کرو اور آدمی کو اس کے ہم نشین پر۔ اسے ابن عدی  
نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً اور عیسیٰ نے العتب میں انہیں سے مرفوعاً روایت  
کیا ہے۔ اپنے شواہد کی وجہ سے یہ حسن کا درجہ رکھتی ہے۔

حدیث پاک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اياك وفريق السوء فانك به تعرف.

”برے دوست سے بچو کہ اسی سے تمہاری پہچان ہوگی“

اسے ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جیسے لوگوں کے پاس آدمی کا اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے لوگ اسے ویسا ہی خیال کرتے ہیں۔

بد مذہبوں کے پاس بیٹھنا زہر قاتل ہے۔ بہت ساری معتبر صحیح احادیث میں آیا ہے کہ بروں

کی صحبت میں بے حد نقصانات ہیں۔ اور بڑے خطرے ہیں۔ ان احادیث کے مطالعہ کے

لئے ہمارا رسالہ ”اللقاء المسفر وعن احكام البدن المنكره“ دیکھیے۔ بہر حال ان لوگوں سے

دور رہنے میں حلیت ہے۔ خصوصاً ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں تو احتراز لازم ہے۔ ان کی

اقتداء کو صرف وہی پسند کر سکتا ہے جو دین میں مدہ صفت پسند کرتا ہے یا عقل سے محروم ہے۔

امام بخاری اپنی تاریخ میں اور ابن عساکر ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنْ سَرَّكُمْ أَنْ تُقْبِلَ صَلَاتُكُمْ فَلْيُؤْمِرْكُمْ خِيَارُكُمْ.

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں تو مجھے لوگوں کو امام بناؤ حاکم مستدرک اور طبرانی معجم میں مرشد بن ابی مریم غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

إِنْ سَرَّكُمْ أَنْ تُقْبِلَ صَلَاتُكُمْ فَلْيُؤْمِرْكُمْ خِيَارُكُمْ فَانْهَمُوا وَفَدَّكُمْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ.

”اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں تو نیک لوگوں کو امام بناؤ۔ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان سفیر ہیں۔“

دارقطنی اور ترمذی اپنی سنن میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجْعَلُوا أَوْلِيَّكُمْ خِيَارَكُمْ فَانْهَمُوا وَفَدَّكُمْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ.

اپنے نیکو کو اپنا امام بناؤ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان سفیر ہیں۔

میں کہتا ہوں یہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کے مؤید تو ہیں کیونکہ تین صحابہ سے مروی ہیں۔ علیہم السلام جعاب رضوان المولیٰ جل وعلا و تھکس وتعالیٰ۔

الحمد للہ یہ مختصر سا رسالہ جسے میں نے ذی القعدہ کی ابتدائی تاریخوں میں شروع کیا تھا آج بروز سوموار چار ذی الحجہ 1395ء کو اختتام پذیر ہوا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خاتم النبیین ہدو السماء المرسلین محمد وآلہ  
فلا تمة المجتہدین والمقلدین لهم باحسان الی یوم الدین والحمد للہ رب

العالمین. واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مکتبہ عیدہ المدینہ احمد رضا البریلوی عفی عنہ محمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



